جو دن ہیں سنگ سمیٹ لو

شبانہ شوکت

گیٹ پر نظر پڑتے ہی دانیال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی، اس نے کیب سے اپنا سامان نکال کر گیٹ کی سائیڈ پر رکھا اور کیب ڈرائیور کو کرایہ دے کر فارغ کیا، اس کے جانے کے بعد وہ واپس مڑا، ستون پر لگی بیل بجا کر سائیڈ میں یوں کھڑا ہو گیا کہ گیٹ کھولنے والے کو ذرا نظر نہیں آ سکتا تھا، افضل نے گیٹ کھول کر حیرت سے پہلے سامنے دیکھا، پھر دائیں طرف دیکھ کر بائیں گردن موڑی ہی تھی کہ دانیال آگے بڑھ کر سامنے آگیا۔

''دانیال صاحب آپ؟'' وہ چیخ مارنے کے لیے تیار ہوا مگر دانیال نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

''اوہوں، اندر بھی ابھی مت بتانا بلکہ ایسا کرو، تم سامان اٹھا کر لے آؤ، میں خود جا کر انہیں سرپرائز دوں گا۔'' وہ مسکراتا ہوا اندر آیا جہاں لاؤنج سے باتوں کی آوازیں آ رہی تھیں، وہ لاؤنج کے دروازے تک آیا، سب ٹی وی کی طرف متوجہ آپس میں کچھ ڈسکس کر رہے تھے، اس نے کھلے دروازے پر دستک دی۔

''السلام علیکم!''

عمر لالہ، ثانیہ بھابھی اور زینیا سب کی گردنیں ایک ساتھ گھومی تھیں، اسے دیکھ کر کچھ دیر کو تو وہ سب یوں ساکت ہو گئے جیسے کسی نے اسٹاپ کا بٹن دبا دیا ہو، پھر سب سے پہلے شہریار ہوش میں آیا تھا۔

''دانی کاکا۔'' وہ اٹھ کر دوڑتا ہوا آیا اور چھلانگ مار کر اس کے اوپر آ گرا، اس کی گردن کے گرد بازو اور کمر کے گرد ٹانگوں کی قینچی ڈال کر لپٹ گیا، اس نے بمشکل اپنا توازن برقرار رکھا اور ہنستے ہوئے اسے مزید بھینچ لیا۔

''واٹ آ سرپرائز؟''

مکمل ناول

www.Freelibrary4u.com

''یار یہ تو بڑا زبردست سرپرائز دیا ہے تم نے؟'' عمر لالہ بھی قریب آ گئے تھے، فرداً فرداً سب سے ملتا وہ عمر لالہ کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا، ثانیہ بھابھی نے پاس بیٹھ کر باقاعدہ اس کا کان کھینچا۔

''یہ کیسا سرپرائز ہے، عجیب و غریب؟''

''ہیں یہ کیا کہہ رہی ہیں بھابھی، میں تو سمجھا تھا کہ خوشی سے بے حال ہو جائیں گی لیکن آپ ناراض ہو گئیں۔''

''نہیں اگر بتا کر آتے تو کیا زیادہ بہتر نہ ہوتا۔''

''خواہ مخواہ آپ سارا دن انتظار کرتے، اچھا نہیں ہوا میں نے اس زحمت سے بچا لیا۔'' سب ہنس پڑے تھے۔

''یہ تو ہے، چلو ثانیہ اچھی سی چائے ہی پلوا دو۔''

''اللہ آپ کا بھلا کرے لالہ، کیسی اچھی بات کی ہے آپ نے ورنہ بھابھی کا تو کوئی ارادہ ہی نہیں لگ رہا کچھ کھلانے پلانے کا۔'' ثانیہ بھابھی اس کی بات پر ہنستی ہوئیں لاؤنج سے باہر چلی گئیں، وہ سب خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے۔

☆☆☆

عمر حسین اور دانیال حسن آپس میں کزن تھے، دانیال اپنے بڑھاپے کی اولاد تھا، عمر کے چچا اور چچی کو اللہ تعالیٰ نے سولہ سال بعد اولاد کی نعمت سے نوازا تھا، دانیال سے پہلے ایک بہن پیدا ہوئی، جو پیدائش کے کچھ ہی دیر کے بعد انتقال کر گئی، اس کے تین سال بعد دانیال پیدا ہوا تو عمر کی چچی کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ اسے کہاں چھپا کر رکھیں کہ کوئی بیماری، کوئی تکلیف اسے چھو نہ پائے، حقیقتاً اسے ہتھیلی کا چھالا بنا کر پالا تھا، نہ صرف اس کے اپنے والدین بلکہ تایا تائی (عمر کے والدین) بھی اس سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔

پھر پہلے عمر کے والدین کا انتقال ہوا اور جب دانیال سولہ سال کا تھا تو اس کے لئے ہر مصیبت سے ڈھال بننے والے اس کے بے پناہ محبت کرنے والے ماں باپ بیماریوں میں مبتلا ہو کر یکے بعد دیگرے، پانچ سال کے وقفے میں انتقال کر گئے، تو تایا زاد بھائی عمر اسے اپنے پاس لے آئے تب ان کا شہریار بھی بارہ سال کا ہو چکا تھا اور زینیا آٹھ سال کی، ثانیہ بھابھی اس کا اپنے دونوں بچوں کی طرح ہی خیال رکھتیں اور شہریار اور زینیا بھی اس سے بے پناہ محبت کرتے تھے، عمر لالہ نے اسے میڈیکل کی تعلیم دلوائی بلکہ اس کی خواہش پر اسے سرجری کی مزید تعلیم کے لئے امریکہ بھجوا دیا Jhon hopkins university baltimore maryland میں اپنی سرجری کی تعلیم مکمل کر کے اب وہ ایک مکمل سرجن تھا، سرجن دانیال جسے Jhon hop kin hospital والوں نے ملازمت کی پیشکش کی جہاں وہ صرف ایک سال وہاں کام کر کے اس نے پاکستان واپس آنے کو ترجیح دی کیونکہ اس کا یہ اپنے آپ سے وعدہ تھا کہ وہ پاکستان میں ہی کام کرے گا پاکستان میں ہی رہے گا، سو وہ سب کچھ وائنڈ اپ کر کے اپنے وطن لوٹ آیا تھا، عمر کی بیٹی زینیا (Zynia) بھی اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ڈاکٹر بننا چاہتی تھی اور اب میڈیکل کے تیسرے سال میں تھی، اس سلسلے میں وہ دانیال سے مشورے لیتی رہتی تھی، اسکائپ پر ہر روز ان کی بات چیت دانیال سے ہوتی رہتی تھی، دانیال نے انہیں بالکل محسوس نہیں ہونے دیا کہ وہ پاکستان

رہا ہے اب سب ایکسائیٹڈ ہو رہے تھے، چائے پینے کے دوران بھی باتیں ہوتیں رہیں۔

''کہاں اپلائی کرنے کا ارادہ ہے دانی؟''

''دو چار بڑے بڑے ہاسپٹلز سے کانٹیکٹ کیا ہے، اب دیکھیں کہاں سوٹ کرتا ہے۔''

''کلینک نہیں کریں گے دانی کاکا، میں آپ کے ساتھ بیٹھوں گی۔'' زینیا نے استفسار کیا۔

''ایکچوئیلی مجھے دو بڑے ہاسپٹلز نے آفر کیا ہے، اگر تو مجھے ٹائمنگز سوٹ کیں تو دونوں میں جاب کر لوں گا ورنہ پھر الگ سے اپنا چھوٹا سا کلینک ٹائپ ہاسپٹل کھولنا پڑے گا۔''

''چلو آرام سے Consider کر لینا۔''

☆☆☆

پھر دانیال نے دو ہاسپٹلز والی جاب ہی مناسب سمجھی تھی، سو اب دن رات مصروف تھا، اس دن وہ بہت تھکا ہوا آیا، کیونکہ تین چار سرجری کیس تھے، جنہیں نمٹاتے نمٹاتے چار بج گئے تھے، شام کی شفٹ والے ہاسپٹل میں اس نے فون کر کے کہہ دیا تھا کہ سوائے ایمرجنسی کے اسے نہ بلایا جائے، بہت ہلکا پھلکا سا لنچ لے کر وہ کافی پی رہا تھا کہ زینیا چلی آئی۔

''میں آپ سے سخت ناراض ہو دانی کاکا۔''

''ارے ارے میری جان، مجھ سے کیا گستاخی ہو گئی؟'' وہ چونک کر سیدھا ہو بیٹھا، وہ دھپ سے اس کے برابر آ بیٹھی، منہ پھولا ہوا تھا۔

''اس سے تو اچھا تھا آپ وہیں رہتے، کم از کم اسکائپ پر ہر روز بات تو ہو جاتی تھی، یہاں تو آپ کو دیکھنے سے بھی ترس گئے۔''

''اوہ، آئی ایم رئیلی ویری سوری، مائے ڈارلنگ میں کیا کروں بالکل ٹائم نہیں مل پا رہا، آج اتنے زخمی آئے کہ سرجری کر کر کے یہ ٹائم ہو گیا، آج تو میں سچ میں بہت تھک گیا ہوں، لیکن صرف تھوڑی دیر ریسٹ کر لوں پھر ساری شام آپ کی۔''

''سچ۔'' اس نے غیر یقینی سے اسے دیکھا۔

''بالکل سچ۔'' وہ مسکرایا تو وہ اسے دیکھتی رہی کتنی ہی دیر۔

''آپ کتنے زیادہ خوبصورت ہو گئے ہیں دانی کاکا؟''

''ہو گیا ہوں، یعنی پہلے خوبصورت نہیں تھا ہوں؟'' اس نے بھنویں اچکائیں، وہ مسکرائی۔

''اب زیادہ ہو گئے ہیں۔'' وہ کھلکھلا کر ہنس پڑا تھا۔

''اب اخلاق کے مطابق مجھے تمہاری تعریف کرنی چاہیے تو محترمہ زینیا صاحبہ آپ ایک بہت خوبصورت لڑکی ہیں، بالکل ایک پری کی طرح۔''

''وہ تو میں ہوں۔'' اس نے فخر سے فرضی کالر چھوئے، دانیال نے مسکراتے ہوئے اس کی ناک دبائی۔

''اوں ہوں۔'' اس نے احتجاج کیا۔

''اچھا ایک بات بتائیں، اب تو آپ برسر روزگار بھی ہو گئے ہیں، تو اب ہماری چچی آ جانی چاہیے۔''

''بہت جلدی نہیں ہو رہی تمہیں۔'' دانیال نے اسے گھورا۔

''تو پھر کب کریں، تیں سال کے تو ہونے والے ہیں۔''

''یہ کہاں لکھا ہے کہ تیں سال کے ہو جاؤ تو شادی بھی ضرور کر لو۔''

''نہ لکھا ہو لیکن ہمیں تو شوق ہے نا آپ کی شادی کا، کتنا اچھا ہوتا آپ وہیں امریکہ میں کسی

www.Freelibrary4u.com

American سے شادی کر لیتے، اتنے پیارے گورے گورے بچے ہوتے آپ کے۔" زینیا نے شرارت سے کہا۔

"بچے تو خیر میرے گورے گلابی ہی ہوں گے، یہ تو گارنٹی ہے۔" وہ بڑے گہرے لہجے میں بولا تھا، زینیا نے جواباً حیرت سے اسے دیکھا۔

"آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہیں؟"

"جب ماں باپ اتنے گورے ہوں تو بچے تو Automatically۔"

"ماں باپ؟" زینیا نے آنکھیں پھاڑیں۔

"اس کا مطلب تو یہ ہے کہ اپنے بچوں کی ماں بھی سلیکٹ کی ہوئی ہے آپ نے؟"

"بالکل کی ہوئی ہے۔" وہاں تو اطمینان سا اطمینان تھا۔

"کون ہے وہ، مجھے کیوں نہیں بتایا بلکہ ملوایا آپ نے؟"

"ہوں ابھی ضرورت نہیں سمجھی تو نہیں ملوایا، جب ضرورت ہوئی ملوا دوں گا بلکہ سب سے پہلے تمہیں ہی ملواؤں گا۔"

"پرامس۔" زینیا نے جلدی سے ہاتھ پھیلایا، دانیال نے مسکراتے ہوئے تھام لیا۔

"دحیقفل پرامس۔"

"بڑے گھنے ہیں آپ، ہوا تک نہیں لگنے دی، اچھا یہ تو بتائیں کیسی ہیں، دکھائی کیسی دیتی ہیں۔"

"بہت خوبصورت۔ ایسی کہ دیکھ دیکھ کر دل نہ بھرے۔" وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا، ہاتھ بھی ابھی تک پکڑا ہوا تھا جسے زینیا نے غیر محسوس انداز میں چھڑانے کی کوشش کی لیکن چھڑا نہیں پائی۔

"اف اللہ اتنی پیاری، وہ بھی محبت کرتی ہیں آپ سے۔"

"میں اس سے اتنی محبت کرتا ہوں کہ اگر وہ نہ بھی کرے تو میری محبت ساری خالی جگہوں کو بھر دے گی۔"

عجیب جواب تھا زینیا کی سمجھ میں تو بالکل نہیں آیا۔

"آپ تو کرتے ہی ہیں نا تبھی تو اتنی تعریف کر رہے ہیں، ان کا بھی تو پتا چلے کہ وہ آپ سے کتنی محبت کرتی ہیں۔"

"چل جائے گا پتا، وقت آنے پر سب پتا چل جائے گا۔"

"پتا نہیں کیا کہہ رہے ہیں آپ، میرا ہاتھ تو چھوڑیں۔"

"کیوں چھوڑوں، چھوڑنے کے لئے تھوڑی پکڑا ہے۔" وہ شرارت کے موڈ میں تھا، وہ سمجھ گئی۔

"آپ ہاتھ چھوڑیں، میں ممی کو ذرا انفارم کر کے آؤں۔"

"اے خبردار، ابھی کسی سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔"

"کیوں پھر آخر کب بات چلے گی اور کب شادی کی نوبت آئے گی۔"

"آ جائے گی انشاء اللہ جلد آ جائے گی۔" وہ اس کا ہاتھ تھپتھپا کر اٹھ کھڑا ہوا، وہ بھی اٹھ گئی تھی۔

"چلنا ہے کہیں، لے چلوں۔"

"نہیں ابھی آپ تھکے ہوئے ریسٹ کریں پھر دیکھیں گے۔" اس کا خیال کرنے پر دانیال بہت محبت سے اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔

☆☆☆

"یار دانی! اب کچھ تمہاری شادی کا بھی سوچنا چاہیے۔" اس دن عمر لالہ نے بھی یہی موضوع چھیڑ دیا، ثانیہ بھابھی نے تائید کی۔

"ہاں دانی کچھ رونق ہونی چاہیے گھر میں۔"

"ہاں ابھی تو رونق، بعد میں اٹھا پٹخ۔" یہ شہریار تھا۔

"اللہ نہ کرے جو اٹھا پٹخ ہو، میں ایسی ہوں کوئی۔"

"آپ نہ سہی، ہماری چچی ہی سہی، کیا پتا ہو کیسی ہوں؟" اس نے شرارت سے دانیال کو دیکھا جو بالکل خاموش تھا، جیسے کسی اور کے متعلق بات ہو رہی ہو۔

"پھر بتاؤ نا دانیال، تمہیں اگر کوئی پسند ہے تو بھی بتا دو ورنہ تمہاری بھابھی کے ذمے یہ ڈیوٹی لگائیں۔"

"بولیں نا دانی کاکا، یہ تو بالکل پرفیکٹ ٹائم ہے۔" زینیا نے سرگوشی کی، اس نے زینیا کی طرف دیکھا ضرور مگر چپ رہا۔

"تم تو بالکل خاموش ہو گئے ہو، دراصل......"

"زینیا بیٹا ہم سب کے لئے چائے تو بنا لاؤ۔" زینیا طوہاً و کرہاً اٹھی تھی، اتنے دلچسپ موضوع سے اٹھایا جانا اسے ہرگز پسند نہیں آیا تھا، اس کے جانے کے بعد عمر لالہ، دانیال سے مخاطب ہوئے تھے۔

"میرے دوست ہیں فاروق انصاری، ان کا بیٹا سلجوق بھی ڈاکٹر ہے اور بیوی بھی ڈاکٹر ہی چاہتا ہے تو انہوں نے زینیا کے لئے پیغام دیا ہے، میں چاہتا ہوں تم بھی اگر اپنی خواہش بتا دو تو میں ایک ساتھ تم دونوں کی شادیوں سے فارغ ہو جاؤں، فرض جتنی جلدی ادا ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے۔" دانیال ایکدم اٹھ کھڑا ہوا۔

"مجھے کچھ کام ہے، میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔" عمر نے انتہائی حیرت سے اسے جاتے ہوا دیکھا تھا، انہوں نے اس سے اس کی مرضی پوچھی اور وہ اٹھ کر چل پڑا۔

"اسے کیا ہوا ہے؟" ثانیہ نے بھی حیران ہو کر عمر سے پوچھا۔

"کیا پتا، ہو سکتا ہے ابھی شادی ہی نہ کرنا چاہتا ہو۔" ہر کوئی اپنی سوچ کے مطابق۔

☆☆☆

"ارے دانی کاکا، آپ آج جلدی کیسے آ گئے؟" زینیا اسے دیکھ کر چہکی، وہ مسکرایا۔

"ہوں تم جو ناراض ہو کہ میں تمہیں ٹائم نہیں دیتا تو آج کی ساری شام تمہارے نام۔"

"اوہ گریٹ۔" وہ خوشی سے چلائی۔

"تم تیار ہو جاؤ، میں بھی فریش ہو جاؤں۔"

"چلیں دانی کاکا۔" پرپل شرٹ، آف وہائٹ ٹراؤزر اور دونوں رنگوں کے دوپٹے میں ہلکا ہلکا میک اپ کئے وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

"آؤ۔" دونوں گاڑی میں آ بیٹھے، دانیال گاڑی اسٹارٹ کر کے مین روڈ پر لے آیا۔

"کچھ کھانا ہے؟"

"ہوں فی الحال آئس کریم۔"

"فی الحال۔" وہ مسکرایا۔

"جی ہاں فی الحال، کیونکہ میرا بڑا لمبا پروگرام ہے۔"

"مجھے بھی کوئی جلدی نہیں ہے۔" دانیال نے آئس کریم پارلر کے سامنے گاڑی روکی، اس کی پسندیدہ فلیور اسے لا کر دی اور خود بھی وہ ہی لی تھی، آئس کریم کھانے کے بعد دانیال نے گاڑی کی رفتار تیز کر دی تھی، کچھ دیر بعد وہ ایک اجنبی علاقے میں گاڑی لے آیا، گاڑی ایک بنگلے کے آگے رکی، زینیا حیرت سے یہ سب دیکھ رہی تھی،

www.Freelibrary4u.com

چوکیدار نے گیٹ کھولا اور دانیال گاڑی اندر لے گیا۔

''آؤ زینیا۔'' اس نے اتر کر اس کی طرف کا دروازہ کھولا۔

''یہ کس کا گھر ہے؟'' وہ چاروں طرف گردن گھما کر دیکھ رہی تھی۔

''آؤ تو سہی۔'' وہ اس کا ہاتھ تھام کر اندر لے آیا۔

کہیں کوئی آواز نہیں تھی، خاموشی، سناٹا، زینیا نے پریشان سا ہو کر دانیال کو دیکھا۔

''یہاں کتنی خاموشی ہے دانی کاکا، کیا یہاں کوئی نہیں رہتا کیا؟''

''میں ہوں نا تو تمہیں کسی اور کی کیا ضرورت ہے۔'' وہ اسے اندر ایک کمرے میں لے آیا، ایسے مالکانہ حقوق کے ساتھ وہ یہاں گھوم رہا تھا جیسے وہ اسی کا گھر ہو، اسے ایک صوفے پر بٹھا کر خود بھی ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا۔

''لیکن ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟'' زینیا نے الجھ کر اسے دیکھا تھا۔

''کچھ بہت ضروری باتیں کرنی تھیں تم سے، اس لئے یہاں آیا ہوں۔''

''ضروری باتیں، مجھ سے؟'' وہ حیران رہ گئی۔

''تم نے پوچھا تھا نا کہ میں جسے پسند کرتا ہوں وہ کون ہے، تو میں نے تم سے وعدہ کیا تھا ناکہ سب سے پہلے تمہیں ہی بتاؤں گا۔''

''سچ۔'' وہ ایکسائیٹڈ ہو کر چلائی۔

''جلدی بتائیں بلکہ ملوائیں۔'' وہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

''بتائیں نا دانی کاکا، کون ہیں وہ؟''

''تم...... تم ہو وہ جس سے مجھے محبت ہے اور جس سے میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔'' اس کی آواز میں سرسراہٹ تھی، زینیا جھٹکے سے یوں پیچھے ہوئی جیسے کرنٹ لگا ہو۔

''آپ کک...... کیا؟''

''صحیح کہہ رہا ہوں، میں تم سے محبت کرتا ہوں آج سے نہیں شروع سے اور شادی بھی تم سے ہی کروں گا۔'' وہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہہ رہا تھا اور زینیا اسے لگ رہا تھا کہ اس کا دماغ ہی الٹ گیا ہے، جبھی تو وہ ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے، وہ تو اس کا چچا ہے، پاپا کا بھائی، وہ اس کی بھتیجی، وہ اس کے لئے ایسا کیسے سوچ سکتا ہے، ایسا کیسے کہہ سکتا ہے، شاید وہ اس کے ساتھ مذاق کر رہا ہے پر ایسا سنگین مذاق۔

''مجھے پتا ہے آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں، آپ فول بنا رہے ہیں مجھے، ہیں نا دانی کاکا۔'' وہ اس سے جلد از جلد تصدیق چاہ رہی تھی کہ وہ پرسکون ہو سکے، دانیال کی غیر متوقع بات نے اس کا نروس سسٹم ہلا کر رکھ دیا تھا، وہ اسے اعتدال پر لانا چاہتی تھی۔

''میں مذاق نہیں کر رہا زینیا، میں مذاق کرتا بھی نہیں ہوں، I am very ceriaes at this time۔''

''آپ کو کیا ہو گیا ہے دانی کاکا، آپ تو میرے چاچو ہیں، آپ کیوں نہیں سمجھ رہے کہ ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا۔'' وہ التجائیہ انداز میں گڑگڑائی۔

''کیوں نہیں ہو سکتا؟ اور میں تمہارا سگا چچا تو نہیں ہوں نا۔''

''اگر ہو سکتا ہے تو بھی میں نہیں ہونے دوں گی۔'' وہ چیخ اٹھی تھی۔

''اچھا مثلاً کیا کرو گی؟'' وہ اسی طرح پرسکون تھا۔

''جو بھی ہو سکا، وہ کر گزروں گی۔'' وہ دھمکانے والے لہجے میں بولی تو دانیال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

''تم خواہ مخواہ خود کو زحمت مت دو، جو کرنا ہوا وہ میں کروں گا، میں ہوں نا۔''

''آپ چاہتے کیا ہیں، مجھے یہاں لانے کا کیا مقصد ہے آپ کا؟''

''بس یہ پہلی صحیح بات کی ہے تم نے، میں تمہیں بتانا چاہتا تھا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں اور اب شادی کا ارادہ رکھتا ہوں، تم نے یہ کرنا ہے کہ عمر لالہ اور بھابھی کے سامنے مجھ سے شادی کی خواہش کرنی ہے ہر صورت ان کو منانا ہے کہ وہ تمہاری شادی مجھ سے کریں۔''

''اور میں ایسا نہ کروں تو۔'' وہ اسے بغور دیکھ رہی تھی۔

''تو بس پھر یہیں رہو گی میرے ساتھ As a my spouse۔''

''نہیں، آپ ایسا نہیں کر سکتے۔'' اس کی آواز میں وحشت تھی۔

''اوکے آج ہم دونوں یہیں ہیں، تمہیں پتا چل جائے گا کہ میں کیا کیا کر سکتا ہوں۔'' اس کے لہجے میں اتنی ٹھنڈک تھی کہ زینیا کو جھرجھری آ گئی۔

''میں یہاں نہیں رہوں گی۔'' وہ اس کی بات پر یوں مسکرایا جیسے بچے کی بات پر مسکرایا جاتا ہے۔

''آپ مجھے دھوکے سے یہاں لائے ہیں، چیٹ کیا ہے آپ نے مجھے۔''

''مثلاً کیا چیٹ کیا ہے۔'' وہ جو اٹھنے لگا تھا پھر سے بیٹھ گیا۔

''یہی کہا تھا نا کہ تمہارے ساتھ شام گزارنے کا پروگرام ہے اور، تو دیکھ لو مسلسل تمہارے ساتھ ہوں، اس میں دھوکا کہاں سے آ گیا۔'' وہ اس کی بات کاٹ کر بولا۔

''اور ممی پاپا، انہیں کتنا دکھ ہو گا یہ سوچا آپ نے؟''

''تم سے شادی کرنا ان کے لئے دکھ کا باعث ہو گا، کیوں انہوں نے تمہاری شادی نہیں کرنی؟''

''آپ سے نہیں کرنی۔'' وہ غصے سے بولی۔

''تو اب کریں گے، تم خواہ مخواہ اپنی انرجی ویسٹ مت کرو۔'' زینیا کے جذبات میں ایک طلاطم برپا تھا، اسے کبھی دانیال پر شک بھی نہیں ہوا تھا، وہ تو اس کے ساتھ ایک صوفے پر بیٹھ جاتی تھی، ہر طرح سے فرینک تھی لیکن دانیال نے بھی کبھی کوئی ایسی حرکت نہیں کی تھی کہ اسے شک بھی ہوتا، وہ اپنی معصوم سوچوں اور اپنے اعتبار کے ہاتھوں کیسی زخمی ہوئی تھی کہ لہولہو ہو گئی تھی، وہ اپنے اندھے اعتماد کی وجہ سے آتے ہوئے بیگ یا فون کچھ بھی نہیں لائی تھی، اسے کچھ اندازہ نہیں تھا، کہ وقت کتنا بیت چکا تھا، ممی کو تو حنفیہ نے بتایا ہو گا کہ وہ دانیال صاحب کے ساتھ گئی ہے تو وہ مطمئن ہوں گی اور یہاں وہ اذیت کے صحرا میں بھٹک رہی تھی اور نکلنے کی کوئی راہ بھی سجھائی نہیں دے رہی تھی۔

''چائے پیو گی؟'' دانیال کی آواز اسے سوچوں سے نکال لائی۔

''نہیں، اب گھر چلیں دانی کاکا۔'' دانیال نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا۔

''اوہوں، صرف دانیال۔'' وہ تڑپ کر پیچھے ہوئی۔

''نہیں، میں نہیں کہوں گی، آپ ایسا نہیں کریں، آپ تو اتنے اچھے ہیں پھر آج کیوں مجھے اتنا پریشان کر رہے ہیں، پلیز دانی کاکا میں بہت ڈسٹرب ہو رہی ہوں، بہت زیادہ۔'' وہ اسی سے

www.Freelibrary4u.com

لپٹ کر رو پڑی تھی، دانیال نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اپنے بازو اس کے گرد لپیٹے اور اس کا سر [illegible]

[illegible] اس تنہائی میں تمہاری یہ قربت [illegible] بھی بن سکتی ہے۔'' زینیا نے [illegible] سے دیکھا، دانیال [illegible] کی طرف جھکا تو وہ تڑپ [illegible] ہوئی تھی، وہ [illegible] کے دل میں تھوڑی سی خوش فہمی تھی تو وہ بری [illegible]

[illegible] بار اتنی خوفزدہ ہوئی کہ [illegible] کے بازو سے چپک گئی، دہشت [illegible] ہراس، کیا نہیں تھا ان حسین آنکھوں میں [illegible] سی ایسی کیفیت تھی خوف و بے یقینی کی جو زینیا عمر کی آنکھوں میں اس وقت نہیں تھی، رشتے [illegible] بھی بدلتے ہیں، ایک مقدس رشتے میں [illegible] جانے والا انسان اس لمحے کس شیطانی روپ [illegible] تھا، یقین آتے آتے بھی پوری طرح آ نہیں [illegible]

''یوں [illegible] اپنے آپ کو اذیت ہی دے رہی ہو، آؤ کچھ کھالیں، یا چائے کافی کچھ پینا ہو تو بتادو۔''

اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ زینیا پر کیا قیامت بیت رہی ہے، اس کے احساسات میں کیا محشر برپا ہے؟ وہ اتنے آرام سے کھانے پینے کا پوچھ رہا تھا جیسے وہ کسی ہوٹل میں آرام دہ انداز میں بیٹھے ہوں، زینیا کے سانس ہی نہیں دل کی دھڑکن بھی بہت تیز ہو رہی تھی، اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا، وہ کیا کرے، کیسے بچے ان لمحات سے، جن کے خوف نے اس کے اعصاب شل کر دیئے تھے۔

''مجھے گھر جانا ہے۔'' اس بار اس کی آواز کپکپا سی گئی تھی، وہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔

''وہ تو جانا ہی ہے مگر پہلے اپنا فیصلہ تو بتاؤ؟''

''مجھے کچھ پتا نہیں، میں سوچ کر بتاؤں گی۔'' اس کی آواز ابھی بھی کانپ رہی تھی، دانیال مسکرا کر کھڑا ہو گیا۔

''تو سوچنے کے لئے گھر جانے کی کیا ضرورت ہے، یہاں بھی آرام سے سوچا جا سکتا ہے بلکہ آج کی رات گزر جانے دو، کل تک تم سوچنے کی زحمت بھی نہیں کرو گی۔'' اس کا معنی خیز ٹھنڈا، سرد لہجہ، زینیا کی حالت مزید خراب ہونے لگی، وہ اتنے کمزور اعصاب کی نہیں تھی مگر یہ سب کچھ اتنا غیر متوقع تھا کہ وہ خود پر قابو پانے میں کسی طرح کامیاب نہیں ہو پا رہی تھی، دانیال نے آگے بڑھ کر کمرے کی ساری لائٹس بند کر کے زیرو کا بلب جلا دیا اور خود ملحقہ واش روم میں چلا گیا، زینیا سر سے پاؤں تک لرزنے لگی تھی، وہ کیا کرنے جا رہا تھا، اس کے کیا عزائم تھے، سب نظر آ رہے تھے، اسے صرف اپنا بچاؤ سوچنا تھا بلکہ اس پر عمل درآمد کرنا تھا، ٹائم تو تھا ہی نہیں، وہ جیسے ہی باہر آیا وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

''میں آپ سے شادی کے لئے تیار ہوں۔'' وہ جو واش روم کی لائٹ آف کر رہا تھا، کچھ لمحوں کے لئے ہاتھ بٹن پر رکھے ساکت رہ گیا، پھر مڑ کر اس کے قریب آیا۔

''اوہ گریٹ، تو اب تمہیں مجھے یہ لکھ کر دینا ہو گا جو میں لکھواؤں گا، ورنہ گھر جا کر تمہارا بیان بدل بھی سکتا ہے۔''

''دیں پن اور پیپر میں لکھ دیتی ہوں، کیا لکھوانا ہے۔'' اس نے ہاتھ بڑھایا اور جب وہ لکھ رہی تھی تو ہاتھ کی لرزش سے لکھنا مشکل ہو رہا تھا، دانیال بغور دیکھ رہا تھا۔

''میں دانیال کے ساتھ شادی کرنا چاہتی

[illegible] ہوں۔''

''اب جاؤ ہاتھ منہ دھو کر فریش ہو کر آؤ، [illegible] تمہیں چھوڑ آؤں۔'' وہ تیزی سے واش روم [illegible] گھسی اور بیسن کا نل کھول کر بری طرح رو [illegible]، کتنی مشکل سے وہ خود پر قابو پائے بیٹھی تھی یہ [illegible] جانتی تھی، پتا نہیں کتنی دیر وہ روتی رہتی کہ دروازہ ناک ہونے پر ہوش میں آئی، جلدی منہ دھویا اور تولیے سے پونچھ کر باہر آ گئی۔

''آؤ میں تمہیں چھوڑ آؤں، ہو سکتا ہے تم اندر سے خوش ہو رہی ہو کہ گھر جا کر تم اپنے بیان [illegible] مکر جاؤ گی تو یاد رکھنا تمہارا اور میرا ساتھ یہاں [illegible] دیر کا بھی رہا ہے، اس کے ہر لمحے کی ویڈیو [illegible] ہے، بھی اور تم کافی عقل مند ہو۔''

وہ تو پہلے ہی ادھ مری ہو رہی تھی، اس پر یہ [illegible]، وہ اسے گیٹ پر اتار کر چلا گیا، وہ لڑکھڑاتے قدموں سے اپنے کمرے تک پہنچی تھی [illegible] ثانیہ آ گئیں۔

''زینیا اتنی دیر تم......'' اس پر نظر پڑتے ہی ان کی حالت غیر ہو گئی۔

''زینیا یہ تمہارا کیا حال ہو رہا ہے، تم تو دانیال کے ساتھ گئیں تھیں نا، تو یہ تمہیں کیا ہوا ہے؟'' وہ جو کب سے خود پر قابو پاتے پاتے تھک [illegible] تھی، ماں کے سامنے سارے حوصلے کھو بیٹھی اور روتے روتے بے ہوش ہو گئی تھی، بے ہوش [illegible] ہوتے ہوئے وہ یہی بار بار کہہ رہی تھی ممی دانی کا کا بہت برے ہیں، ممی دانی کا کا بہت گندے ہیں، جوان بیٹی کی یہ حالت اور ایسے جملے، وہ تو [illegible] بیٹھے ہی مر گئیں تھیں۔

☆☆☆

عمر آئے تو بے ہوش زینیا اور بلکتی ہوئی ثانیہ، وہ چکرا گئے۔

''ثانیہ کیا ہوا ہے، کیوں رو رہی ہو اور یہ زینیا، یہ کیوں بے ہوش ہے؟''

''دانیال نے ہمارے ساتھ بہت برا کیا ہے، اس نے ہماری عزت خاک میں ملا دی ہے۔''

''کیا بکواس ہے یہ؟'' وہ چیخ پڑے تھے، اتنی بڑی بات، اتنی قبیح حرکت، نہیں دانیال نہیں ہرگز نہیں، لیکن ثانیہ جو کچھ مزید بتا رہی تھیں، وہ ان کے اوسان خطا کئے دے رہا تھا، زینیا کسی طرح ہوش میں نہ آئی تو ثانیہ نے پڑوس میں رہنے والی ڈاکٹر صائمہ کو کال کیا تھا، وہ ڈاکٹر کچھ ہی دیر میں آ پہنچی تھی۔

''اسے کوئی شاک لگا ہے، صدمہ یا غیر متوقع شاک۔'' وہ اسے کافی دیر چیک کرتی رہی تھی، ثانیہ نے خوفزدہ ہو کر اسے دیکھا، وہ مزید کیا کہنے والی ہے، مگر اس نے ایک انجکشن منگوا کر لگایا اور زینیا کے کچھ ہی دیر میں ہوش میں آ جانے کا کہہ کر چلی گئی، وہ ہوش میں آئی تو انہوں نے اسے دودھ پلایا اور پوچھا۔

''کیا کیا ہے دانیال نے؟'' وہ سسک پڑی۔

''ممی پلیز مجھ سے کچھ مت پوچھیں، بس آپ میری ان سے شادی کروا دیں پلیز ممی۔''

وہ جو خدشہ تھا، وہ سچ ثابت ہوا، وہ ہر حد سے گزر گیا تھا، وہ ان کی عزت کو پامال کر چکا تھا، وہ سانپ نکلا تھا جسے انہوں نے دودھ پلا پلا کر جوان کیا تھا کہ آج وہ انہی کو ڈس لے، وہ ایک بھیانک رات تھی، جس نے ان کے گھر میں کسی کو سونے نہیں دیا تھا، رات گزر گئی، صبح ہو گئی، پھر دن بھی ڈھل گیا، تقریباً سات بجے کا وقت تھا، جب عمر کو اپنے قریب کسی کی موجودگی کا احساس ہوا، انہوں نے چونک کر دیکھا، دانیال سامنے کھڑا تھا۔

www.Freelibrary4u.com

''السلام علیکم لالہ!'' وہ تڑپ اٹھے۔

''خبردار آج کے بعد مجھے اس رشتے سے مت پکارنا، بہت اچھا ثبوت دیا ہے تم نے بھائی ہونے کا، کیا برائی کی تھی میں نے تمہارے ساتھ کر تم نے زینیا کے ساتھ......'' ان کی آواز ضبط کے مارے بند ہو گئی، وہ ملازمین کی وجہ سے آواز کو دھیما رکھنے پر مجبور تھے لیکن ثانیہ جو ابھی ابھی لاؤنج میں آئی تھیں، اس پر پل پڑیں، پے در پے کئی تھپڑ اس کے رخساروں پر دے مارے تھے۔

''تم گھٹیا، نیچ انسان، تم نے میری بیٹی کو برباد کر دیا، یہ صلہ دیا تم نے ہمارے کیے کا، میں تمہیں جان سے مار دوں گی۔'' وہ خاموشی سے، بنا کسی حرکت کے ان کی ضربیں سہہ گیا تھا، اس کا چہرہ دونوں طرف سے سرخ ہو گیا تھا لیکن اس نے اپنے بچاؤ کے لئے ہاتھ تک آگے نہیں کیے تھے۔

''ہٹو پیچھے۔'' عمر نے ثانیہ کو ہٹایا، دانیال پتھر کے مجسمے کی طرح ساکت تھا۔

''یہاں سے چلے جاؤ دانیال، جو کچھ تم کر چکے ہو، اس کے بعد تمہیں خود ہی چلے جانا چاہیے۔''

''میں چلا جاؤں گا مگر زینیا کو ساتھ لے کر۔''

''تم نے اس کا نام بھی کیسے لیا، میں منہ نوچ لوں گی تمہارا۔''

''میں نے کیا کیا ہے بھابھی، آپ اتنی ناراض کیوں ہو رہی ہیں؟'' ثانیہ غضبناک ہو کر آگے بڑھی تھیں کہ عمر نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔

''تم نے کچھ کیا ہی نہیں، تو زینیا کو کل کہاں لے کر گئے تھے اور اس کی طبیعت کس وجہ سے اتنی خراب ہے۔'' انہوں نے چبا چبا کر کہا تھا۔

''میں اسے باہر لے گیا تھا پرپوز کرنے کے لئے۔'' اس کی آواز دھیمی ہو گئی تھی بلکہ جس طرح اس نے نظر چرائی تھی، عمر کے دل پر کڑی گزر گئی تھی۔

''تو ہم مر گئے تھے کہ ڈائریکٹ اسے پرپوز کیا تھا؟''

''میں اس کی رائے لینا چاہ رہا تھا پھر آپ ہی کے پاس آتا۔''

''یہ کس انداز میں اس کی رائے لی ہے کہ اس کی حالت اتنی بری ہو گئی ہے؟'' عمر کا لہجہ بہت تلخ تھا، دانیال کا رنگ تبدیل ہوا۔

''میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔''

''یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے دانیال، میں نے کچھ اور پوچھا ہے؟'' وہ زور دے کر بولے، دانیال خاموشی سے نیچے کارپٹ کو گھورنے لگا، اس سوال کا جواب وہ دے بھی کیسے سکتا تھا، وہ اس کے قریب آ گئے۔

''تم پانچ سال امریکہ میں رہے، میں اپنی تربیت پر فخر کرتا رہا، کبھی شک تک نہیں کیا کہ تم وہاں کس کے ساتھ انوالوڈ ہو گے یا کہیں افیئر بھی چلا رہے ہو گے، اتنا مان تھا مجھے تم پر اور تم نے مجھے ہی برباد کر دیا، امریکہ میں گزاری گئی اپنی آزاد زندگی کا یہ ثبوت دیا ہے مجھے۔'' دانیال کا چہرہ پل پل رنگ بدل رہا تھا مگر وہ بالکل خاموش تھا، کوئی وضاحت، کوئی صفائی کچھ نہیں، عمر بغور اس کے تاثرات جانچ رہے تھے۔

''تمہیں واپس امریکہ چلے جانا چاہیے کیونکہ تم اس پاک ملک میں رہنے کے قابل ہی نہیں ہو، تم نے جو کچھ بھی کیا ہے، وہ معافی کے قابل نہیں ہے تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو میں اسے زمین میں گاڑ کر ہی دم لیتا مگر یہاں میں بہت مجبور ہو جاتا ہوں، سو تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ۔''

''میں زینیا کو لئے بغیر نہیں جاؤں گا۔'' وہ سر اٹھا کر انہیں دیکھتے ہوئے بہت مضبوط آواز میں بولا تھا۔

''میری بیٹی کا نام بھی اپنی گندی زبان سے مت لینا۔'' ثانیہ بھپر کر چیخی تھیں۔

''آہستہ بولو ثانیہ، کچھ موقع کی نزاکت کا خیال کرو۔'' وہ ثانیہ کو ساتھ لئے اپنے کمرے میں چلے گئے، دانیال وہیں کھڑا رہا، جب وہ کافی دیر بعد لوٹے تو وہ تب بھی وہیں کھڑا تھا، انہوں نے بھی اسے بیٹھنے کے لئے نہیں کہا۔

''میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مجھے اپنی اکلوتی بیٹی کی شادی ایسے بدترین حالات میں کرنی پڑے گی، چار دن بعد جمعہ ہے، جمعے کی شام سات بجے تمہارا اور زینیا کا نکاح ہو گا یہ چار دن بھی اس لئے لے رہا ہوں تاکہ لوگوں کو اس ارجنٹ شادی کی وجوہات بتانے کے لئے کوئی بہانہ سوچ سکوں۔'' ان کے لہجے میں زہر امڈ آیا تھا، اپنی بات کہہ کر وہ فوراً وہاں سے چلے گئے تھے، وہ بھی بوجھل قدموں سے پلٹ گیا تھا۔

وہ اسے رخصت کروا کر کہاں لایا تھا زینیا کو کچھ پتا نہیں تھا، وہ تو بس پتھر کی مورت بنی بیٹھی رہی تھی، ممی دن رات فون پر رشتے داروں اور فیملی فرینڈز کو اس ایمرجنسی میں ہونے والی شادی کی من گھڑت وجوہات سے آگاہ کرتے ہوئے انہیں انوائیٹ کرتیں اور پاپا بپھرے ہوئے شہریار کو ٹھنڈا کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہوتے، جو دانیال کو قتل کرنے کے درپے ہوا جا رہا تھا، وہ زندہ لاش کی صورت کمرے میں پڑی رہتی، اس میں ہمت ہی نہیں تھی کہ وہ باپ بھائی کا سامنا کرتی، گم صم کیفیت میں نکاح کے بندھن میں بندھ کر اس شخص کے ساتھ چلی آئی، جس نے چچا جیسے مقدس رشتے کو یوں پامال کیا تھا کہ زینیا کا ہر رشتے سے اعتبار اٹھا دیا تھا۔

☆☆☆

دروازہ کھلنے پر اس نے دیکھا وہ سامنے کھڑا تھا، اس نے گردن موڑ لی، وہ بھی خاموشی سے آ کر اس کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔

''ڈریس چینج کر کے ایزی ہو جاؤ۔''

وہ اٹھ گئی، چینج کر کے آئی تو وہ بازو آنکھوں پر رکھے لیٹا ہوا تھا، وہ بھی ایک سائیڈ پر لیٹ گئی اور پتا نہیں کب آنکھ لگ گئی، صبح دروازے پر ہونے والی دستک سے اس کی آنکھ کھلی تھی، دانیال دروازہ کھولنے جا چکا تھا، شازمین بھابھی تھیں، طلحہ (دانیال کا دوست) کی بیوی، جن کے گھر اس وقت وہ موجود تھے۔

''السلام علیکم اور صبح بخیر۔''

''وعلیکم السلام بھابھی آئیے۔''

''نہیں میں آپ لوگوں کو ناشتے کے لئے بلانے آئی تھی۔'' وہ واپس چلی گئیں۔

''آؤ نیچے چلیں۔'' دانیال نے نرمی سے اسے مخاطب کیا، وہ جواب دیئے بغیر واش روم میں چلی گئی اچھی طرح منہ ہاتھ دھو کر ڈھنگ کا لباس پہنا اور تھوڑا بہت میک اپ کر کے تیار ہو گئی، دانیال نے گہری سانس لے کر جیسے شکر ادا کیا تھا۔

''بھابھی تو بہت ہی کم بولتی ہیں دانیال بھائی؟'' شازمین نے زینیا کی مسلسل چپ کی طرف اشارہ کیا۔

''ہاں یہ ذرا دیر سے ہی فری ہوتی ہے۔''

پھر شام میں ہی وہ اسے اسی گھر میں لے آیا تھا جہاں کچھ دن پہلے تنہائی میں لا کر اس سے یہ ان چاہا فیصلہ کروایا تھا۔

''کل سے تم کالج جانا شروع کر دو۔''

''میں کہیں بھی نہیں جا رہی بلکہ یہیں اس قبر

www.Freelibrary4u.com

میں رہوں گی جو آپ نے میرے لئے تیار کی ہے۔''
''فضول مت بولو۔''
''تو نہ بلوائیں۔'' وہ دو بہ دو جواب دے رہی تھی۔
''دیکھو زینیا میں طلحہ کے گھر اسی لئے خاموش تھا کہ پرائے گھر میں تماشا نہیں کھڑا کرنا چاہ رہا تھا، لیکن یہ میرا گھر ہے اور یہاں وہی ہوگا جو میں چاہوں گا۔'' وہ بھی غصے میں آ گیا۔
''آپ کے گھر کی کیا شرط ہے، آپ تو دوسروں کے گھر بھی جو چاہیں وہی کرتے ہیں۔'' وہ بہت زہر خند لہجے میں بولی تھی، وہ قدم بہ قدم چلتا اس کے پاس آیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بہت چبا چبا کر بولا تھا۔
''تو بس تم جان گئی ہو نا کہ میں جو چاہتا ہوں وہی کرتا ہوں، اسی لئے تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم کل سے کالج جوائن کر لو۔''
''نہیں میں نہیں کروں گی۔'' وہ ہٹ دھرمی سے انکار کر رہی تھی، جواباً دانیال نے اس کے چہرے پر تھپڑ دے مارا تھا، وہ ششدر سی گال پر ہاتھ رکھے اسے دیکھتی رہ گئی تھی، وہ بدترین حالات میں بھی یہ توقع نہیں کر سکتی تھی کہ دانیال اس پر ہاتھ بھی اٹھا سکتا ہے، اسے بچپن ہی سے بہت ناز و نعم سے پالا گیا تھا، حقیقتاً اسے پھول کی چھڑی بھی نہیں چھوائی تھی، دانیال کے تھپڑ اور اس کے تیوروں سے وہ بری طرح خوفزدہ ہو گئی تھی، اتنی کہ رو بھی نہ پائی، دانیال نے اپنے فون پر ثانیہ کا نمبر ملا کر اسے دیا اور اس نے ان سے اپنی کتابیں اور نوٹس بھیجنے کا کہہ دیا، انہوں نے رات تک ڈرائیور کو ہر چیز دے کر بھجوا دیا تھا، وہ جو رات کو سونے کے لئے بیڈ پر آئی تو اس کے دھیان میں پچھلی رات تھی جب وہ خاموشی سے ایک سائیڈ کروٹ لے کر سو گیا تھا، اس کے لیٹتے ہی وہ اس کی طرف گھوما اور اسے خود سے قریب کر لیا، زینیا نے خوف و گھبراہٹ سے آنکھیں ہی بند کر لی تھیں۔

☆☆☆

''جلدی تیار ہو جاؤ، میں تمہیں چھوڑ کر خود ہاسپٹل جاؤں گا۔''
''میں بس تیار ہوں۔'' مختصر سا کہہ کر وہ اس کے آگے چل پڑی تھی، وہ اسے کالج ڈراپ کر کے ہاسپٹل چلا گیا، مگر اس کی چھٹی کے ٹائم اسے لینے کے لئے آ پہنچا تھا، ایک ریسٹورنٹ سے کھانا کھا لینے کے بعد وہ اسے گھر لے آیا۔
''اور کچھ چاہیے تو بتا دو۔'' اس نے نفی میں سر ہلا دیا، وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر کہیں چلا گیا، واپسی رات کو ہی ہوئی تھی، وہ کھانا بھی لے آیا تھا۔
''کل سے ملازمہ آ جائے گی، ایک دو دن میں ڈرائیور کا بھی ارینج منٹ ہو جائے گا۔'' زینیا نے سر ہلا دیا۔

دوسرے دن شریفہ اپنی بیٹی رابعہ کے ساتھ آ گئی تھی، وہ کھانا پکانے اور صفائی، برتن اور کپڑوں سب کاموں کے لئے آئی تھی، دو دن وہ خود زینیا کو لاتا، لے جاتا رہا پھر ڈرائیور بھی ارینج کر لیا، وہ بہت بد دلی سے کالج جاتی تھی اس کا پڑھنے کو دل ہی نہیں چاہتا تھا، اس کا تو شاید زندہ رہنے کو بھی دل نہیں چاہتا تھا، دانیال کو شوہر کے روپ میں دیکھنا اس کے لئے اتنا خوفناک تھا کہ وہ مینٹلی اپ سیٹ ہوتی جا رہی تھی، ممی، پاپا اور شہریار اس کی طرف نہیں آتے تھے، وہ خود بھی کم ہی جاتی تھی، ہاں ممی دن میں دو بار اسے فون کرتی تھیں، اس کے باوجود وہ اکثر گم صم ہی رہتی تھی، کتابوں کو ہاتھ تک لگا کر نہیں دیکھتی تھی، اس کی یہ

...یت دیکھتے ہوئے دانیال نے شام والے ...پٹل سے ریزائن کر دیا تھا، اب وہ شام میں گھر ...ں ہوتا تھا، خود ہی اسے پڑھاتا اور جب تک ...مطمئن نہیں ہوتا تھا اسے اٹھنے نہیں دیتا تھا۔
اس طرح وہ اس سے بولنے پر بھی مجبور ...ی تھی اور اس کی کچھ نہ کچھ عادی بھی ہو رہی ...تھی۔

اس دن وہ بہت ڈھیلی سی لگ رہی تھی، ...ت اور تھکی تھکی، جب وہ کھانا کھانے لگے تو ...ا یلدم زینیا نے ہاتھ روک لیا۔
''کیا ہوا، کھاؤ نا؟'' دانیال نے پوچھا۔
''کچھ نہیں، متلی سی ہو رہی ہے۔'' وہ اٹھ ...ی، دو تین دن سے اسے یہ متلی سی محسوس ہو رہی ...تھی پر آج تو یوں لگا کہ آنتیں ہی الٹ جائیں ...ی، وہ صوفے پر بیٹھی، دانیال سوفٹ ڈرنک ڈال ...ر لے آیا۔
''یہ پی کر دیکھو۔'' اس نے ایک گھونٹ پیا ...ہی تھا کہ ایسی ابکائی آئی کہ وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر ...واش روم بھاگی تھی، دانیال وہیں کھڑا آنکھیں ...سکیڑے اسے بغور دیکھ رہا تھا، وہ کتنی ہی دیر بیسن ...پہ جھکی رہی مگر الٹی نہیں ہوئی تھی، وہ واپس آ کر بیٹھی ...تو دانیال اپنا اسٹیتھ اسکوپ لے کر اس کے ساتھ ...ہی بیٹھ گیا اور کتنی ہی دیر اس کی دھڑکن چیک کرتا ...رہا، پھر کلائی تھام کر نبض کی رفتار محسوس کی، اب اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔
''تم خود ڈاکٹر بن رہی ہو اور تمہیں اپنی ...کنڈیشن کا علم ہی نہیں۔'' وہ چونک کر اسے دیکھنے ...لگی۔
''کنڈیشن، کیسی کنڈیشن؟'' وہ بڑی دلکشی سے مسکرایا۔
''یہ کہ تم پریگنٹ ہو۔'' زینیا جھٹکے سے پیچھے ...ہٹی تھی، اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔
''پریگنٹ؟ یا اللہ۔'' اس نے چکراتے سر کو تھاما ابھی تو وہ اس شادی کو ہی قبول نہیں کر پائی تھی اوپر سے یہ نئی مصیبت، خدایا، دانیال اس کی کیفیت کا پل پل جائزہ لے رہا تھا۔
''تمہیں خوشی نہیں ہوئی، تمہیں تو بچے بہت اچھے لگتے تھے نا، یہ تو تمہارا اپنا بچہ ہوگا۔''
اس نے کوئی جواب نہیں دیا، دانیال نے اپنے دوست ڈاکٹر سلمان کو فون کر کے ان سے گائنی ڈاکٹر کا پوچھا تھا۔
''چلو اٹھو تیار ہو جاؤ، ڈاکٹر ابھی موجود ہے۔''

لیڈی ڈاکٹر نے اس کا تفصیلی چیک اپ کیا تھا، جو دوائیں لکھ کر دیں، وہ دانیال لیتا آیا تھا، وہ بہت خوش تھا، خوشی اس کے ہر انداز سے چھلکی پڑتی تھی، زینیا کے اندر تو طوفان اٹھ رہے تھے، نفرت کی آندھیاں چل رہی تھیں، اس کے بس میں ہوتا تو وہ اس کے چہرے سے یہ خوشی نوچ کر پھینک دیتی، سب کچھ تہس نہس کر دیتی، یہ شخص اس سے برداشت نہیں ہوتا تو اس کا بچہ مزید ناقابل برداشت، وہ سوچتے ہوئے بھول گئی تھی کہ وہ عین اس کے سامنے بیٹھا اس کے پل پل بدلتے تاثرات نوٹ کر رہا تھا، اس پر نظر پڑتے ہی وہ گڑبڑا گئی۔
''تم کوئی ٹینشن مت لو، صرف یہ پیریڈ گزار لو، بعد میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی، یہ میرا تم سے وعدہ ہے، میں بچے کے لئے گورنس رکھ لوں گا۔''

وہ حسب سابق چپ ہی رہی تھی، وہ واقعی اس کا بہت خیال رکھتا تھا، دوائیں اپنے ہاتھ سے کھلاتا، جوس، فروٹ ہر چیز اپنے ہاتھوں سے کھلاتا پلاتا، رات کے کھانے کے بعد اسے اپنے ساتھ واک پہ باہر لے جاتا، اکثر اس کا اچانک

www.Freelibrary4u.com

کسی چیز کے لئے دل چاہتا، وہ بغیر وقت کا خیال کئے گاڑی لے کر نکل جاتا اور وہ چیز لے کر ہی آتا، کئی بار رات کو گھٹن سے اس کی آنکھ کھل جاتی اور وہ کتنی ہی گہری نیند کیوں نہ سویا ہوتا، ایکدم اٹھ جاتا۔

''کیا بات ہے زینیا، کیا مسئلہ ہے؟''

''گھٹن ہو رہی ہے۔'' وہ کہتی اور وہ بستر سے نکل آتا۔

''آؤ باہر لان میں چلیں۔'' کتنی کتنی دیر ٹہلتے، باتیں کرتے رات بھی بیت جاتی مگر کبھی اس کی پیشانی پر بل نہیں پڑا، وہ اسی طرح ہنستا مسکراتا تیار ہو کر ہاسپٹل چلا جاتا، ممی الگ فون پر نصیحتیں، ہدایتیں دیتیں، یہ کرو، یہ نہ کرو، صد شکر کہ ایگزیم چھٹے مہینے میں ہی ہو گئے تھے ورنہ اپنے بے ڈول ہوتے سراپے کے ساتھ کالج جانا اسے بہت آکورڈ لگتا تھا، اس کی ایک کلاس میٹ نے تو کہہ بھی دیا کہ ''یار تمہارے ہسبینڈ کو تھوڑا ویٹ کر لینا چاہیے تھا، تمہارا میڈیکل کمپلیٹ ہو جاتا تو......'' اور جب ڈاکٹر نے الٹرا ساؤنڈ کے بعد بتایا کہ ٹوئنز بے بیز ہیں تو وہ غش کھاتے کھاتے رہ گئی، ایگزیم کے بعد ممی نے اسے اپنے پاس بلا لیا تھا، دانیال نے شکر کیا کہ کم از کم اب اس کی کیئر تو اچھے طریقے سے ہو پائے گی، وہ اپنی سخت ڈیوٹیز میں اسے وہ ٹائم نہیں دے پا رہا تھا، جو اس کا حق تھا، وہ بار بار فون پر اس کی طبیعت پوچھتا رہتا تھا، اس دن وہ ہاسپٹل جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا جب فون کی بیل ہونے لگی، اس نے تو زینیا کا نام بلنک ہوتے دیکھ کر حیران رہ گیا، وہ خود سے اسے کبھی فون نہیں کرتی تھی، اس نے جھپٹ کر فون اٹھایا۔

''ہیلو زینیا۔''

''ہیلو، میں ہاسپٹل جا رہی ہوں۔''

''اوکے میں تھوڑی دیر میں فون کرتا ہوں۔'' وہ سمجھ گیا کہ کیا طبیعت خراب ہے، وہ عجلت میں ناشتہ کئے بغیر اپنے ہاسپٹل آ گیا، وہ اپنے کولیگ ڈاکٹر کو بتا کر تیزی سے وہاں پہنچا، ثانیہ بھابھی سامنے ہی بیٹھی کوئی ورد کر رہی تھیں، ان کے ہلتے ہوئے لب یہی بتا رہے تھے، وہ سلام کر کے ایک طرف کھڑا ہو گیا، شہریار باہر کی طرف سے آیا، اسے دیکھ کر پہلے تو ٹھٹک گیا پھر آہستگی سے سلام کرتا ماں کے پاس بیٹھ گیا تھا، تینوں نے آپس میں کوئی بات نہیں کی، اسی طرح کافی دیر گزر گئی جب اندر سے ہنستی ہوئی نرس دونوں بازوؤں میں دو بچے لے کر باہر آئی تھی۔

''آنٹی جی آپ کو بہت بہت مبارک ہو، دو دونواسے ہوئے ہیں آپ کے۔''

''زینیا کیسی ہے؟'' انہوں نے اتنی دیر میں پہلی بار لب کشائی کی۔

''ٹھیک ہیں وہ، ہم ابھی انہیں بھی روم میں لاتے ہیں۔''

ایک بچہ ثانیہ کے پاس تھا اور دوسرا شہریار کے پاس، بچے کو چومتے ہوئے شہریار کی نظر اوپر اٹھی، دانیال خاموشی سے سینے پر ہاتھ باندھے، دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

''مبارک ہو۔'' اس نے بچہ دانیال کی طرف بڑھایا، وہ ہلکا سا مسکرایا اور بچہ اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنے سامنے کیا، بہت پیارا گلابی گنڈا، اس نے اپنے ہونٹ اس کی ننھی سی پیشانی پر رکھے، اتنے میں شہریار دوسرے کو بھی لے آیا، دانیال نے اسے بھی اٹھا لیا، اس کا دل تو چاہ رہا تھا وہ دونوں کو اپنے سینے میں بھینچ لے پر وہ بہت چھوٹے تھے، وہ تینوں روم میں آ گئے جہاں کچھ ہی دیر میں زینیا کو لایا گیا، ثانیہ لپک کر اس کے پاس گئیں، شہریار کو انہوں نے چائے لینے کے

...تھ دیا اور خود کاؤنٹر پر زینیا سے متعلق ...ات لینے کے لئے چلی گئیں، اصل میں تو وہ ... تنہائی کا موقع دینا چاہ رہی تھیں، ان کے ...جاتے ہی دانیال اس کے پاس آیا۔

''بہت بہت مبارک ہو۔'' وہ خاموش رہی، ...رنگ سفید ہو رہا تھا، دانیال نے مسکراتے ...اس کی پیشانی چوم لی۔

''تم نے دیکھے ہیں اپنے بیٹے؟'' وہ اسی ...خاموشی سے اسے دیکھتی رہی، دانیال کے ...تے ہوئے لب سکڑ گئے، آج دو ماہ بعد ...دیکھا تھا، اس کا ہر دن کتنی مشکل سے کٹا تھا ...یسی کی ویسی ٹھس، پتھر، اگر دانیال کے دل ...خوش فہمی تھی بھی کہ بچوں کی پیدائش زینیا کا ...ان بدل دے گی تو اس کا بری طرح سے خاتمہ ...ا تھا۔

''گھر چلیں؟''

''نہیں میں ممی کے ساتھ جاؤں گی۔''

...وہ بول پائی۔

''پھر گھر کب آؤ گی؟'' اس نے ہونٹوں کو ...بھینچا جیسے خود کو کچھ کہنے سے باز رکھا ہو، لیکن ...یال کو یہی لگا جیسے وہ بھی نہیں کہتے کہتے رک گئی ...گہری سانس لیتا پیچھے ہٹ گیا۔

''اچھا پھر میں چلتا ہوں، بائے۔'' وہ تیز ...قدم اٹھاتا وہاں سے چلا گیا، ثانیہ نے حیرت ...سے جاتے دیکھا اور کمرے میں آ گئیں۔

''دانیال نے تو میرے آنے کا بھی انتظار ...نہیں کیا اور تمہیں اکیلا چھوڑ کر چلا گیا، ایسی کیا ...بات آ گئی تھی؟''

''پتا نہیں ممی۔'' وہ بےزاری سے کہتی ...کروٹ بدل گئی، وہ بغور اسے دیکھتی کچھ سوچنے ...لگیں تھیں۔

☆☆☆

''دانیال نے آنا تو دور کی بات فون تک نہیں کیا، آتے جاتے لوگ اس کے متعلق پوچھتے ہیں، ملازمین بھی دیکھ رہے ہیں، تمہارے پاپا بھی مجھ سے پوچھ رہے تھے، تم ایسا کرو خود فون کر لو۔''

بہت مجبور ہو کر ثانیہ کو اس سے یہ کہنا پڑا تھا، سوا دو مہینوں سے وہ ان کے پاس تھی اور وہ دیکھ رہی تھیں کہ ان کی بیٹی میں کوئی بات بھی تو شادی شدہ لڑکیوں والی نہیں تھی، جب جب دانیال کا فون آتا تھا، وہ اتنے روکھے لہجے میں مختصر جواب دیتی کہ آگے سے وہ بھی فون بند کرنے پر مجبور ہوتا تھا۔

بچوں کی پیدائش کے موقع پر ہاسپٹل میں زینیا کا رویہ دانیال سے کتنا کھنچا کھنچا تھا انہوں نے بہ خوبی نوٹس کیا تھا، ان کے باہر جانے کے بعد کچھ تو ایسی بات ہوئی تھی کہ وہ فون تک نہیں کر رہا تھا، ان سے بھی تو کھل کر بات نہیں کرتی تھی وہ کہ ثانیہ اسے کچھ سمجھا پاتیں، پہلے وہ اپنی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی ان سے ڈسکس کیا کرتی تھی لیکن اب تو وہ چپ کی چادر اوڑھ لی تھی کہ مجال ہے کوئی فالتو لفظ منہ سے نکل جائے، اب بھی جواب میں خاموشی تھی۔

''زینیا میں کچھ کہہ رہی ہوں نا، فون اٹھاؤ اور بات کرو اس سے۔'' وہ ڈپٹ کر بولیں، فون اس کے ہاتھ میں پکڑا کر وہ باہر آ گئیں اور جب واپس گئیں تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئیں کہ وہ سامان سمیٹ رہی تھی۔

''یہ کیا، یہ کیا کر رہی ہو، سامان کیوں اکٹھا کر رہی ہو؟''

''دانیال آ رہے ہیں لینے کے لئے۔''

سپاٹ لہجے میں مختصر جواب۔

''لیکن میں تمہیں ہرگز نہیں جانے دوں گی، ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں، اپنی حالت دیکھو،

www.Freelibrary4u.com

اتنے چھوٹے چھوٹے بچے، کیسے سنبھالو گی پاگل تو نہیں ہو گئی ہو کچھ، میں نے تمہیں اس سے رابطہ کرنے کا کہا تھا، یہ تو نہیں کہا تھا کہ اٹھ کر چل پڑو۔'' ثانیہ کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے، وہ بدستور پیکنگ میں لگی رہی۔

''میں کیا کہہ رہی ہوں زینیا؟''

''میں نے یہی کہا تھا مگر وہ کہہ رہے ہیں، وہ مینج کر لیں گے اب بہت دن ہو چکے ہیں گھر چلو۔''

''لیکن تم ان دونوں کو کیسے سنبھالو گی، ساری رات جگاتے......''

''پلیز ممی، ہو جائے گا سب، آپ ٹینشن مت لیں۔''

کچھ ہی دیر میں واقعی دانیال آ گیا، شادی کے بعد آج وہ پہلی بار آیا تھا، وہ ڈرائنگ روم میں چلی آئیں، وہ انہیں دیکھ کر احتراماً کھڑا ہو گیا۔

''السلام علیکم!''

''وعلیکم السلام، بہت جلدی نہیں لے جا رہے تم زینیا کو۔''

''میرے خیال میں تو کافی دن ہو گئے ہیں اسے۔'' وہ دھیمے لہجے میں بولا، وہ سمجھ گئیں کہ مزید کچھ کہنا بے کار تھا، وہ زینیا کے پاس چلی آئیں، اسے دیکھ کر ان دل بھر آیا، کتنی کمزور ہو رہی تھی اور ضدی اتنی ہو گئی تھی کہ انہوں نے اپنا پریشان ہونا ظاہر کیا اور وہ اٹھ کر چل پڑی تھی، انہوں نے کتنی ہی دیر اسے خود سے لپٹائے رکھا، بچوں کو بہت سارا پیار کیا۔

''میرا دل اب کیسے لگے گا ان کے بغیر، مجھے تو ان کی عادت ہی ہو گئی ہے۔''

''آپ آ جایئے گا نا ان سے ملنے کے لئے۔'' اس نے کوئی پہلی ڈھنگ کی بات کی، وہ روتی آنکھوں سے مسکرا دیں۔

☆☆☆

گھر آتے ہی وہ بیڈ پر لیٹ گئی، بچوں طرف تو دیکھا تک نہیں کہ وہ کہاں ہیں اور کے پاس ہیں، دانیال نے بغور اس کا رویہ دیکھا مگر کہا تو اتنا ''انہیں خود فیڈ کرواتی ہو یا ڈبے دودھ سے فیڈ کرتے ہیں؟'' اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھے بیگ کی طرف اشارہ کیا۔

''اس میں ان کا دودھ اور فیڈر ہیں۔''

یعنی سب موجود ہے، جو کرنا ہے خود کر اس سے توقع بھی نہ رکھو کہ وہ بچوں کے لئے کچھ کرے گی، وہ بیگ اٹھا کر باہر لے آیا، اماں شریفاں کی بیٹی رابعہ کے سر پر کھڑے ہو کر اس سے وہ فیڈر تیار کروائے اور خود اپنے ہاتھوں سے انہیں پلائے، ساری رات وہ ان دونوں کے ساتھ لگا رہا اور وہ آرام سے سوتی رہی، دوسرے دن دانیال نے چھٹی کی اور پہلی فرصت میں ایک ڈھنگ کی گورنس لے آیا، جس کے لئے اس نے کافی عرصے سے طلحہ کو کہہ رکھا تھا، ساتھ والا کمرا بچوں کے لئے سیٹ کر کے ان کی گورنس کے حوالے کرنے کے بعد اس نے سکھ کا سانس لیا تھا، یہی نہیں تھا کہ وہ صرف بچوں کے لئے فکر مند تھا، زینیا کا بھی اس نے پوری طرح خیال رکھا تھا، اس کی غذاء اس کی دوائیں، اس کی صحت سے متعلق ہر چیز کا، البتہ زینیا کی بے نیازی کا وہی عالم تھا، اتنی جوان اور خوبصورت گورنس جو رات کو اکثر بچوں کو کوئی تکلیف ہو جانے پر دانیال کو بتاتی اور جب تک بچہ ٹھیک نہ ہو جاتا، وہ وہیں بیٹھا رہتا مگر زینیا کو کوئی پرواہ نہیں تھی، حالانکہ دروازہ ناک ہونے کی صورت میں آنکھ اس کی بھی کھل جاتی تھی اور جب دانیال واپس کمرے میں آتا تو وہ بھی اسے پتا چل جاتا تھا مگر اس نے کبھی کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا تھا، شازمین،

ے ساتھ بچوں کی مبارکباد دینے کے لئے ... نکہت (گورنس) کا بار بار دانیال کو مخاطب ... اور دانیال کا بچوں کے کمرے میں جا کر کتنی ... بیٹھے رہنا، دیکھ کر چکرا گئی۔

''زینیا تم تو بہت ہی بھولی ہو، یہ تو مجھے ... ال بھائی پر فدا ہوئی لگتی ہے، کیسے بہانے ... ے سے انہیں بلاتی ہے اور تم سب اس پر ... یے بیٹھی ہو، کچھ تو خیال کرو اور اسے کہو کہ ... نہیں بلائے، تم بھی تو ڈاکٹر ہو، وہ کیا ... ے ڈاکٹر ہیں، حد ہو گئی۔'' وہ کتنی ہی دیر اپنا ... لمیانی رہی مگر زینیا ہی کیا جس پر اثر ہو جائے۔

☆☆☆

دن گزرتے جا رہے تھے، بچے پہلے بیٹھنا ... ، پھر کرالنگ کرنا اور اب چلنا بھی، پاؤں ... چلتے لڑھکتے اس کے پاس آ جاتے، ان ... ان کا فائنل پراف چل رہا تھا، وہ ان کی ... حرکات سے جھنجھلا جاتی۔

''نکہت!'' وہ زور سے پکارتی۔

''دیکھ بھی رہی ہو میں اپنی اسٹڈی میں بزی ... اور یہ ڈسٹرب کرتے ہیں تو اس ٹائم ان کو ... اور بزی کر دیا کرو۔''

''سوری میم! یہ اب باہر آنے کے لئے ... ے ہیں اور باہر آتے ہی آپ کے پاس پہنچ ... ے ہیں۔'' حالانکہ کہنا تو وہ یہ چاہتی تھی کہ بچے ... فطری کشش میں کھنچے چلے آتے ہیں لیکن ... ے جس ماں بھی کسی نے کہاں دیکھی ہو گی۔

''اینشال، میکال۔'' دانیال کی آواز آئی، وہ ... ے میں کھڑا تھا دونوں بازو پھیلائے۔

''یہ بے وقت کہاں سے آ ٹپکے؟'' زینیا کی ... میں مزید اضافہ ہوا تھا، وہ دونوں خوشی ... ، چلاتے، گرتے پڑتے باپ کی ٹانگوں ... لپٹے، اس نے ایک ساتھ دونوں کو اٹھا لیا۔

''باہر چلیں؟'' دونوں خوشی سے چیخنے لگے، دانیال مسکراتا ہوا انہیں باہر لے گیا تھا، وہ شکر کا سانس لیتی دوبارہ اپنے نوٹس پر جھک گئی تھی۔

☆☆☆

وقت کچھ اور آگے سرکا، اس نے فائنل کا ایگزام دے لیا، کچھ عرصے بعد رزلٹ بھی آ گیا، جب ہاؤس جاب کا مسئلہ ہوا تو دانیال نے پوری کوشش کر کے اپنے ہاسپٹل میں ہی لگوا لیا، ہاؤس جاب جس میں معمولی غلطی کی بھی سینئر ڈاکٹر گرفت کر لیتے ہیں، وہ دانیال ہی کی وجہ سے بچ پاتی تھی، اس کی چھوٹی موٹی کوتاہیوں پر وہ یوں پردہ ڈالتا تھا کہ کسی کے نوٹس میں بھی نہ آ پاتی تھیں، اس دن وہ ایک **Sevier** سرجری کر کے **M.S** کے آفس میں آ کر بیٹھا ہی تھا کہ انہوں نے زینیا کو اندر بلایا، وہ چونک کر سیدھا ہوا، زینیا اندر آئی تو انہوں نے اسے اور اسی کے بیچ کی ایک اور ڈاکٹر کو ایک مریضہ کی فائل تیار کر کے لانے کا کہا اور اس وقت لگائے جانے والے انجکشنز بھی لگا دینے کی تاکید کی، اس کے باہر جاتے ہی دانیال ضروری کام کا بہانہ کر کے اٹھ گیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے پاس جا پہنچا، زینیا نے اندر سے سکھ کا سانس لیا، باہر سے چاہے کچھ نہ ظاہر ہونے دیا ہو، دراصل انجکشن لگاتے ہوئے اس کے ہاتھ ہلکے سے کپکپانے لگتے تھے، یہ مریضہ ایک سیریس آپریشن سے گزری تھی، اس کے معاملے میں غفلت یا کوتاہی کسی بڑے نقصان کا سبب بن سکتی تھی، دانیال نے پوری فائل خود تیار کروائی، انجکشن خود لگائے اور جب باہر آنے لگا تو مریضہ کی اٹنڈنٹ جو بڑی ہی خوش اخلاق تھیں، انہوں نے اس مخاطب کیا تھا۔

''ایک منٹ ڈاکٹر صاحب؟'' وہ رک گیا۔

''جی؟''

www.Freelibrary4u.com

''آپ دونوں ڈاکٹرز کا آپس میں کوئی ریلیشن بھی ہے؟''

''جی؟'' وہ حیران رہ گیا، یہ ایک ڈاکٹر سے پوچھا جانے والا سوال تو نہیں تھا۔

''پلیز مائنڈ نہ کیجئے گا، آپ دونوں کے کٹس بہت ملتے جلتے ہیں نا اس لئے میں نے پوچھا ہے۔''

دانیال نے بے اختیار زینیا کو دیکھا، اس کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا تھا۔

''صحیح سمجھی ہیں آپ، یہ میری مسز ہیں اور اس سے پہلے ہم کزنز بھی ہیں۔''

''اوہ زبردست، ماشاء اللہ سے بہت ہی اچھے لگ رہے ہیں آپ دونوں ایک ساتھ، پرفیکٹ کپل ہے آپ دونوں کا۔''

''Thanks for compliments'' وہ مسکرا کر کہتا باہر آیا، جہاں وہ سست قدموں سے چلتی ہوئی جا رہی تھی۔

''کافی تھکن ہو رہی ہے، ایک کپ چائے پی لیں۔''

''نہیں میرے کولیگز انتظار کر رہے ہوں گے۔'' وہ تیز تیز چلتی کامن روم کی طرف چلی گئی اور وہ کتنی ہی دیر وہیں کھڑا رہ گیا تھا۔

☆☆☆

شہریار کی شادی طے پا گئی تھی، ممی زینیا کو کتنے دن سے بلا رہی تھیں اور وہ جا نہیں پا رہی تھی، آج اس نے کسی طرح بھی ٹائم نکالا، نگہت سے بچوں کو تیار کرنے کا کہہ کر وہ خود بھی نہا دھو کر تیار ہو گئی، ممی کے ہاں تو وہ ان دونوں کے بغیر بالکل نہیں جا سکتی تھی، وہ تو اس کا جینا ہی حرام کر دیتیں، وہ سارا راستہ اس کا سر کھا گئے۔

''نانو کے گھر جا رہے ہیں نا؟''

''جی جی اب آپ خاموش ہو جائیں۔'' وہ

کہاں خاموش رہنے والے تھے، سارا وقت چہک رہے اپنی توتلی زبان میں نجانے کیا کہتے رہے صد شکر کہ گھر آیا، پاپا بھی گھر ہی تھے، ایشال میکال کی تو موج ہو گئی، کہاں سارا دن گورنس ا ملازموں کا منہ دیکھتے تھے کہیں شام کو تھکے ہار ماں باپ نظر آتے تھے اور یہاں گودوں سے نہیں اترتے تھے، تھوڑی سی دیر میں شہریار ساتھ باہر جانے کو تیار کھڑے تھے، ممی ناراضگی دکھائی۔

''یہ کیا ابھی آئے اور ابھی باہر بھی جا لگے۔''

''ابھی آتے ہیں۔'' تسلی دی نانی کو، نے ایشال کا ہاتھ پکڑا۔

''میرے لئے کیا لاؤ گے؟''

''آئیچھ کریم۔'' جھٹ جواب دیا، س ہنس پڑے۔

''اپنی پسندیدہ چیز سب کے لئے۔'' نے اسے اپنی تیاریوں سے آگاہ کیا، تیار ملبوسات اور جیولری دکھائی اور کئی چیزوں بارے میں مشورہ بھی کیا۔

''دانیال آئے گا نا؟'' وہ خاموش ہو گئی، نے کہا۔

''بلاؤ گی تو کیوں نہیں آئے گا۔''

''آپ چلیں گے اسے انوائیٹ کرنے'' ممی کے سوال نے پاپا کو کچھ دیر کے لئے چپ کروا دیا تھا، وہ اپنا دل کتنا ہی بڑا کر لیتے دانیال کا سامنا کرنے کا دل ہی نہیں چاہتا جب اس نے وہ خوفناک اقدام کیا تھا تو ان اندر تو جوار بھاٹے اٹھ رہے تھے کہ وہ اسے سے مار ڈالتے تو وہ بھی کم ہوتا لیکن ان سامنے چاچا، چاچی آ کھڑے ہوئے، جن ایک ہی ایک بیٹا تھا، ان کی نشانی، جس کے

انہوں نے بارہا وعدے لئے تھے۔

''عمر، دانیال کا بہت خیال رکھنا، وہ بہت ہوتا ہے، اسے کوئی کمی نہ محسوس ہونے دینا، اس سے غلطی ہو جائے تو معاف کر دینا۔'' پر وہ اتنی بڑی غلطی کرے گا اس کا تو انہوں نے تصور بھی نہیں کیا تھا، ایسی غلطی جس نے ان کی زندگیاں بدل دی تھیں، اب اگر ان کے دل میں اتنی گنجائش پیدا ہوئی تو اس لئے کہ اس نے زینیا کی تعلیم مکمل کروائی تھی، اس پر بچوں کے سلسلے میں کوئی پریشر نہیں ڈالا تھا، سب سے بڑی بات کبھی ان کے سامنے آ کر انہیں آزمائش میں نہیں ڈالا تھا، اب سامنا تو ناگزیر تھا، شادی میں وہ آتا تو سامنا تو ہونا ہی تھا اور اگر نہ آتا تو سب کی باتیں اور مشکل، مشکل تو دونوں صورتوں میں ہی تھی۔

''تم شہریار کے ساتھ چلی جانا، دعوت تو دینی ہی ہے، آخر داماد ہے۔'' وہ آہستگی سے کہہ کر اپنے کمرے میں چلے گئے، ثانیہ زینیا کو اس کے کمرے میں لے آئیں اور دونوں شادی سے متعلق دیگر امور پر ڈسکس کرنے لگی تھیں۔

☆☆☆

ثانیہ شہریار کے ساتھ بغیر اطلاع کے زینیا کے گھر آئی تھیں اور وہاں پہنچ کر تو وہ چکرا ہی گئیں، زینیا تو شاید اپنے بیڈ روم میں تھی جبکہ دانیال اور نگہت بچوں کے ساتھ بچہ بنے خوب اودھم مچا رہے تھے، بڑی سی بال تھی جو کبھی نگہت دانیال کو دے مارتی اور کبھی دانیال نگہت کی طرف پھینکتا اور زور دار ہرے کا نعرہ لگتا، بچے خوب تالیاں پیٹ پیٹ کر ہنس رہے تھے، انہیں ان کی آمد کا علم بھی نہیں ہو پایا، وہ تو شہریار جان بوجھ کر کھنکارا تھا، ایشال اور میکال تو چیختے ہوئے ماموں، ماموں کہتے ہوئے بھاگتے ہوئے آئے تھے، دانیال کا چہرہ مسلسل ہنسنے سے سرخ ہو رہا تھا، لیکن ان دونوں پر نظر پڑتے ہی رنگ بدل گیا تھا، تین سال میں وہ لوگ کبھی اس گھر میں نہیں آئے تھے، اس لئے انہیں دیکھ کر وہ حیران تھا۔

''السلام وعلیکم بھابھی، آئیں بیٹھیں۔'' وہ آگے آیا شہریار سے ملا، انہیں صوفے پر بٹھا کر خود بھی بیٹھنے لگا تھا کہ بھابھی نے پوچھا۔

''زینیا کہاں ہے؟''

''اپنے روم میں ہے، میں بلاتا ہوں۔'' وہ اپنے بیڈ روم میں چلا گیا، کچھ ہی دیر بعد زینیا کو ساتھ لئے آیا تھا، اس کا حلیہ بالکل رف ہو رہا تھا، سلوٹ زدہ لباس، بکھرے بال، ثانیہ نے تاسف سے اسے دیکھا، اس سے کتنی اچھی تو وہ نگہت تیار تھی، اب (زینیا) وہ دانیال کے ساتھ کھڑی تھی جو بلیک ٹی شرٹ اور جینز میں بے حد خوبصورت لگ رہا تھا، مارے کوفت کے انہوں نے رسمی باتوں کے بجائے ڈائریکٹ اپنی آمد کا مقصد بیان کیا اور اٹھ گئیں، دانیال اصرار ہی کرتا رہ گیا۔

''بھابھی بیٹھیں پلیز، چائے تو پی لیں، ایسے کیوں جا رہی ہیں؟''

''نہیں بہت کام ہیں مجھے، اب تم ضرور آنا۔''

''جی ضرور۔'' وہ باہر تک ان کے ساتھ آیا تھا۔

☆☆☆

زینیا کی ساری تیاری ثانیہ نے خود کی تھی اور صحیح طریقے سے جھاڑا تھا۔

''غضب خدا کا وہ گورنس ہو کر اتنی فری ہو کر دانیال کے ساتھ بچے کھلا رہی تھی اور دانیال بھی نجانے بچے کھلا رہا تھا یا اپنا دل بہلا رہا تھا، بیوی ایسا حلیہ بنا کے منہ سر لپیٹے اندر کمرے میں

www.Freelibrary4u.com

پڑی ہو تو اس نے بھی تو کوئی راہ نکالنی ہے نا اور گھر میں ایسی خوبصورت بنی ٹھنی لڑکی موجود ہو تو دوسری راہ نکالنے کی ضرورت بھی نہیں، تمہاری یہ غفلت کسی بڑے نقصان کا باعث نہ بن جائے۔"

"اور کیا نقصان ہو گا اب؟" وہ بڑبڑائی تھی۔

"کوئی نقصان نہیں ہوا اور آئندہ بھی نقصان سے بچنے کی کوشش کروں۔"

☆☆☆

شہر یار کی اور ندا کی مہندی کا مشترکہ ہوٹل کے لان میں ارینج کیا گیا تھا، زینیا کو ثانیہ خود بیوٹی پارلر سے تیار کروا کر لائیں تھیں، کوپر اور بلیک کنٹراسٹ کے سوٹ میں تیار ہو کر وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ دانیال جو سیدھا ہوٹل ہی آیا تھا کتنی دیر مبہوت کھڑا رہ گیا تھا۔

"پاپا آ دیئے۔" میکال کی نظر دانیال پر پڑی تو اس کی طرف بھاگا، ایشال، زینیا کو ہاتھ پکڑ کر کھینچنے لگا۔

"پپا پاس۔" طوہاً وکرہاً جانا ہی پڑا۔

"السلام علیکم!"

"وعلیکم السلام کیسی ہو؟" وہ بڑی فرصت سے اسے دیکھ رہا تھا، اس نے اثبات میں سر ہلایا، آج تقریباً سارے مردوں اور لڑکوں نے وائٹ کرتا شلوار پہنا تھا مگر دانیال سفید شرٹ اور اسکائی بلو جینز میں ملبوس تھا، وہ قمیض شلوار پہنتا ہی نہیں تھا، پانچ سال امریکہ میں رہنے سے یہ عادت ہی نہیں رہی تھی، ثانیہ نے ننھے میکال اور ایشال کو بھی سفید کرتا، شلوار اور پیلے پٹکے پہنائے تھے، دانیال نے دونوں کو باری باری چوما۔

"میرے بیٹے تو پرنس لگ رہے ہیں۔"

"آپ بھی پہنیں۔" ایشال نے اپنے کرتے کا دامن پکڑ کر کہا۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں ایسے ہی۔" وہ مسکراتا ہوا سیدھا ہوا۔

"مما تو دیکھیں۔" اب میکال نے اسے سجی سنوری زینیا کی طرف دیکھنے کے لئے کہا۔

"انہی کو تو دیکھ رہا ہوں۔" وہ اس کے پاس ہو کر آہستگی سے بولا، وہ بے نیازی بن کر آگے اسٹیج کی طرف بڑھ گئی، دانیال بمشکل ایک گھنٹہ رکا تھا پھر معذرت کرتا وہاں سے رخصت ہو گیا، بارات میں بھی وہ سیدھا ہوٹل آیا تھا، وہ بھی خاصا لیٹ، بلیک ڈنر سوٹ میں اپنے شاندار سراپے سمیت کتنے دلوں کی آہوں کا باعث بنا تھا، زینیا اور ثانیہ فرداً فرداً سب مہمانوں سے مل رہی تھیں، جب کسی رشتے دار خاتون کا یہ جملہ ان کے کانوں میں پڑا۔

"ایک اکلوتا، شاندار لڑکا، قابل سرجن ڈاکٹر، فٹافٹ اپنی بیٹی دے کر قابو کر لیا، اب جا کر ڈاکٹر بنی ہے، ابھی پڑھ رہی تھی کہ شادی کر دی۔"

"ہاں تو اچھے رشتے ملتے بھی کہاں ہیں، یہی چالاکیاں کرنی پڑتی ہیں۔" زینیا کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا، وہ مڑنے ہی لگی تھی کہ ثانیہ نے ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا، سارا وقت اس کا موڈ سخت خراب رہا تھا، دانیال اسے برابر نوٹس کرتا رہا تھا، جانے سے پہلے اس کے قریب آیا۔

"اتنی اچھی ڈریسنگ کے ساتھ یہ موڈ کچھ جچا نہیں، بھائی کی شادی ہے کچھ تو خوشی چہرے پر لاؤ۔"

"مجھے کوئی ضرورت نہیں جھوٹی خوشی دکھانے کی۔"

"جھوٹی خوشی، اوہ مائے گڈنیس، یعنی تمہیں سرے سے خوشی ہی محسوس نہیں ہوئی۔" اس کے لہجے میں سراسر شرارت تھی، جسے محسوس کر کے وہ

تپ گئی تھی۔

"ہاں نہیں ہوئی، میری ساری حسیات ہی ختم ہو گئیں ہیں خوشی، غمی، جیلسی کچھ بھی پتا نہیں چلتا۔"

"چلو اچھی بات ہے یہ تو، کوئی ٹینشن بھی نہیں ہوتی ہو گی۔" وہ پرسکون تھا ہمیشہ کی طرح وہ چپ رہی۔

"او کے میں چلتا ہوں اب، یہی بتانے آیا تھا۔" اس کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا وہاں سے چلا گیا تھا، ویسے میں تو آتے ہی اس نے زینیا کو گھر چلنے کے لئے کہا تھا، وہ فنکشن ختم ہوتے ہی ممی پاپا سے اجازت لینے ان کے پاس پہنچ گئی، ثانیہ کا تو دل تھا کہ وہ ابھی کچھ دن رکتی، لیکن عمر نے فوراً اجازت دے دی تھی، بچے راستے ہی میں سو گئے تھے، انہیں نگہت کے حوالے کرنے کے بعد وہ دونوں اپنے بیڈ روم میں آ گئے تھے، وہ چینج کرنے کے لئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی ہی تھی کہ دانیال نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔

"ابھی تو میں نے تمہیں اچھی طرح سے دیکھا بھی نہیں، بہت اچھی لگتی رہی سارے فنکشنز میں لیکن دور دور سے، اب قریب سے بھی تو دیکھنے دو۔"

"مجھے الجھن ہو رہی ہے اتنی بھاری ساڑھی سے۔"

"شام سے پہنی ہوئی ہے نا، اب تھوڑی دیر اور برداشت کر لو۔" وہ مسکراتے ہوئے اس کے مزید قریب ہوا تھا۔

"برداشت ہی تو کر رہی ہوں تین سالوں سے۔" ایکدم اس کے منہ سے پھسلا تھا، دانیال وہیں منجمد ہو گیا تھا، وہ جو اتنے خوشگوار موڈ میں اسے گھر لے کر آیا تھا سب اڑنچھو ہو گیا تھا، وہ یہی تو کرتی تھی، جب وہ ذرا سا بھی خوش نظر آتا تھا، وہ کچھ نہ کچھ ایسا کہہ دیتی کہ وہ کتنی ہی دیر بولنے تک کے قابل نہیں رہتا تھا۔

☆☆☆

اس دن دانیال کے دوست ڈاکٹر سلمان اور ان کی مسز اپنی تین ماہ کی بچی کے ہمراہ ان کے ہاں آئے ہوئے تھے، ایشال اور میکال پروانوں کی طرح اس بچی کے گرد چکراتے رہے، جب وہ جانے لگے تو انہوں نے وہ اودھم مچایا، وہ روئے وہ تڑپے کہ سنبھالنا مشکل ہو گیا۔

"ہم کل چل کر آپ کے لئے گڑیا لے آئیں گے۔" دانیال نے بہلانے کی کوشش کی۔

"نہیں یہ والی ڈڑیا۔" ہاتھ سے اشارہ بھی کیا۔

"یہ والی گڑیا تو آپ کی مما ہی لا سکتی ہیں۔" ڈاکٹر سلمان نے شرارت سے دانیال کو آنکھ ماری، جواباً میکال نے زور دار قہقہہ لگایا تھا، زینیا سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ ثمن بھابھی کے پیچھے ہو گئی تھی، انہوں نے ہنستے ہوئے سرگوشی کی۔

"بات تو سچ ہے، غور کریں۔"

اف کیسے وہ لوگ گئے اور کیسے جتنوں سے دانیال انہیں بہلا پھسلا کر اندر لایا تھا، مگر تھے وہ پھر بھی بگڑے ہوئے۔

"آنٹی گندی ہیں، ڈڑیا لے گئیں۔"

"بس ہم اب اپنی گڑیا لا کر رہیں گے اور جو ہماری گڑیا ہو گی وہ کوئی نہیں لے جا پائے گا، ہمارے پاس ہی رہے گی ہمیشہ۔" دانیال کے ہونٹوں پر شریر مسکراہٹ مچل رہی تھی اور نظریں زینیا پر جمی ہوئی تھیں، جو بے نیاز نظر آنے کی پوری شعوری کوشش کر رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔" وہ راضی ہوئے۔

"ویسے یار بہت شکریہ، جس بات کی طرف

www.Freelibrary4u.com

میرا دھیان نہیں گیا تھا وہ آپ دونوں کی مہربانی سے ذہن میں تو آئی، اب آپ وعدہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ گڑیا ہی دیں، آپ کی مما جیسی تک چڑھی اور بہت پیاری۔" وہ مسلسل اسے دیکھ رہا تھا، جس کا چہرہ پل پل رنگ بدل رہا تھا۔

"اب چلیں، انا نے آپ کو سلانا بھی ہے اور کچھ کھلانا بھی ہے، ہوں اٹھو ہری اپ پلیز۔"

"نہیں ابھی نہیں۔" دونوں اپنی اپنی کہانیاں دانیال کو سنا رہے تھے، زینیا نے اپنے کئی رکے ہوئے کاموں کا سوچا تو اٹھ گئی، اتنے میں میکال آ کر اس کی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔

"مما، دڑیا لائیں گی نا؟"

"میکال ہٹو، مجھے کام ہے کچھ۔"

"نہیں دڑیا لا دیں گی نا۔"

What a nonsens mecal"

go away۔" اس نے ہٹانا چاہا پر وہ تو ایسا لپٹا کہ ہٹائے نہ ہٹے، اسے غصہ آ گیا، اس نے واقعی جھٹکے سے اسے الگ کیا تھا لیکن وہ الٹ کر سائیڈ ٹیبل سے ٹکرایا کو چیخ مار کر تڑپنے لگا، اس کے سر سے خون نکل رہا تھا، وہ گھبرا کر اس کے پاس آئی لیکن دانیال چھلانگ لگا کر اس تک پہنچ چکا تھا، اس کی پیشانی سے بہت خون بہہ رہا تھا، دانیال نے اسے بیڈ پر لٹا کر فرسٹ ایڈ باکس نکالا اور زخم صاف کر کے بینڈ تج کر دی، وہ مسلسل اسے تھپک تھپک کر چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن وہ بری طرح رو رہا تھا، بینڈ تج کرتے ہی دانیال اسے اٹھا کر باہر لے گیا تھا، حالانکہ اس کے کپڑوں پر بھی خون لگ گیا تھا، مگر وہ باہر نکلتا چلا گیا تھا، اس تمام عرصے میں اس نے زینیا سے کوئی بات نہیں کی، اس کی طرف دیکھا تک نہیں، زینیا کا دل جیسے مسلا جا رہا تھا، اتنے چھوٹے سے بچے کا اتنا سارا خون، اس نے اپنا نچلا ہونٹ کچل ڈالا تھا، ایشال سہما ہوا بیڈ پر بیٹھا تھا، زینیا نے اسے اٹھایا اور لاؤنج میں آ گئی، جہاں نگہت ٹی وی کے سامنے بیٹھی تھی۔

"جی میم۔" اس نے ایشال کی طرف ہاتھ بڑھائے، وہ یہی سمجھی تھی کہ وہ اسے دینے آئی ہے۔

"میں دانیال کو دیکھنے آئی تھی، وہ میکال کو لے کر گئے ہیں نا۔"

"ہاں وہ بابا کو چوٹ آئی ہے نا تو بہت رو رہے تو سر شاید بہلانے کے لئے لے گئے ہیں۔"

وہ کچھ دیر انتظار کے بعد دوبارہ کمرے میں آ گئی۔

خاصی دیر بعد دانیال، میکال کو لئے آیا تھا، وہ بے تابی سے آگے بڑھی۔

"مجھے دیں، دیکھوں چوٹ زیادہ تو نہیں لگی۔"

"نہیں رہنے دو، سو گیا ہے۔" وہ بہت سرد مہری سے کہہ کر بیڈ کی طرف گیا اور اسے لٹا دیا، ایشال پہلے ہی سو چکا تھا، وہ دوسری طرف سے میکال کے پاس آ بیٹھی، ہلکے سے بینڈ تج کو چھوا، وہ کسمسایا تو اس نے ڈر کر ہاتھ ہٹا لیا۔

"اسے ڈسٹرب مت کرو، بہت مشکل سے سویا ہے۔"

"میں جگا تو نہیں رہی، بس دیکھ رہی ہوں۔"

"کیا دیکھ رہی ہو کہ کتنی چوٹ لگانے میں کامیاب ہوئی ہو، تمہاری فکر مندی کا ڈرامہ میری سمجھ میں تو آ بھی نہیں رہا۔" اس کے تلخ لہجے پر اسے غصہ آ گیا۔

"کیوں ڈرامہ کیوں، میرے بچے نہیں ہیں یہ، مجھے فکر نہیں ہو سکتی۔"

"اچھا؟" اس نے طنزیہ اسے سر سے پاؤں تک دیکھا۔

"تو تم تسلیم کرتی ہو کہ یہ تمہارے بچے ہیں لیکن، سوائے انہیں جنم دینے کے ماں ہونے کے کون سے حقوق پورے کیے ہیں تم نے؟"

"میں آپ کی یہ فضول باتیں نہیں سننا چاہتی۔" وہ اٹھ گئی۔

"تم کچھ بھی نہیں سننا چاہتیں، معصوم بچہ بھی تم سے کچھ کہہ دے تو تم اسے بھی دھکیل کر گرا سکتی ہو اور پھر ہمدردی کے ڈرامے کرتی ہو۔"

"معصوم بچہ اتنی بڑی بات ایسے ہی نہیں کہہ رہا تھا، وہ آپ اس سے کہلوا رہے تھے۔"

"تو تم نے میرا غصہ اس پر نکالا تھا۔" وہ اس کے پاس آ گیا۔

"مجھے اپنی باتیں بچوں سے کہلوانے کی کوئی ضرورت نہیں، مجھے اگر مزید اولاد کی خواہش ہو گی تو اس پر عمل درآمد کروانا مجھے اچھی طرح آتا ہے، تم ہو کس گمان میں؟" وہ بہت بری طرح بھڑکا تھا، وہ خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹی تھی۔

"تم جس طرح سے آج تک رہتی رہی ہو، اس طرح رہو تو تمہارے لئے بہتر ہے، اگر میرے بچوں کو آئندہ تمہاری طرف سے تکلیف پہنچی تو تمہارے ساتھ بھی میں بہت برا کروں گا۔"

"آپ مجھے دھمکا رہے ہیں؟" وہ غم و غصے کی ملی جلی کیفیت میں بولی۔

"وارننگ دے رہا ہوں تاکہ تم اپنی لمٹس میں رہو۔"

"کیا ہیں میری لمٹس، ذرا بتائیں؟"

"تم نے خود ہی اپنی لمٹس طے کی ہیں، خود اپنے لئے ایک ہیٹرن آف لائف بنایا ہوا ہے، جس میں نہ شوہر کے لئے کوئی ٹائم ہے نہ بچوں کے لئے اور اب جبکہ عادت ہی ہو گئی ہے تو بہتر یہی ہے کہ آئندہ بھی اس راہ پر چلتی رہو، ورنہ؟"

"ورنہ؟" اس نے سوال کیا۔

"ورنہ شاید ہمارے راستے الگ ہو جائیں۔"

یہ دھماکا زینیا کے اعصاب کے لئے بہت کافی ثابت ہوا تھا اس نے انتہائی بے یقینی سے دانیال کو دیکھا جس کی آنکھوں میں نہ مروت تھی، نہ محبت پھر وہ کیوں لحاظ کرتی۔

"بہت سی مائیں بچوں کو ان کی غلطی پر مارتی بھی ہیں، سرزنش بھی کرتی ہیں، آپ نادانستگی میں لگی چوٹ پر اتنی انتہا کو پہنچ گئے، راستے الگ کرنے کا شوق ہے تو انتظار کس لئے، ابھی کیوں نہیں؟" اس نے دوپٹہ شانوں پر برابر کیا اور تیزی سے کمرے سے نکل گئی، نہ پرس نہ فون کچھ بھی لینے کی ضرورت محسوس کیے بغیر، باہر آ کر اس نے رکشہ لیا اور ممی کے ہاں جا پہنچی، افضل سے ممی کو فون کروا کر کرائے کے پیسے منگوا کر رکشہ والے کو دیئے اور خود اندر آ گئی، ثانیہ حیران پریشان اسے دیکھ رہی تھیں، خالی ہاتھ، خالی گود، وہ یہ کس طرح آئی تھی۔

"زینیا ایسے کیسے آئی ہو اور اس وقت؟"

"کیوں اس وقت آنا منع ہے؟" وہ تلخی سے کہتی اپنے کمرے میں چلی آئی، ثانیہ بھی پیچھے تھیں۔

"بچے کہاں ہیں؟"

"اپنے باپ کے پاس۔" اس کا وہی لہجہ تھا، ثانیہ کھٹک تو گئی تھیں لیکن فی الحال خاموشی ہی بہتر تھی، کھانے کا پوچھا۔

"کھا چکی ہوں۔"

"کیا دانیال سے ناراضگی ہوئی ہے کوئی؟" انہوں نے محتاط لہجے میں پوچھا۔

"ہم راضی ہی کب تھے؟"

www.Freelibrary4u.com

''وہ تو میں نے دیکھا تھا جیسے تم وہاں رہ رہی تھیں، یہ رنگ ڈھنگ ہوتے ہیں، شادی شدہ لڑکیوں کے، نہ میاں کا خیال نہ بچوں کی پرواہ، صبح دیکھنا ندا کو کیسے شہریار کے آگے پیچھے ہوتی رہتی ہے، آج کل کے لڑکوں کی بہت دلچسپیاں ہیں، بیویاں یوں دھیان نہ رکھیں تو وہ دوسری طرف منہ مارتے دیر نہیں کرتے۔''

''ممی پلیز مجھے نیند آ رہی ہے۔'' اس نے لیٹ کر آنکھوں پر بازو رکھ لیا تھا، دوسرے دن وہ ہاسپٹل بھی نہیں گئی، پاپا سے شاید ممی بات کر چکی تھیں، انہوں نے اس سے کچھ بھی نہیں پوچھا، شہریار اور ندا بھی اس سے خوشگوار انداز میں بات چیت کرتے رہے، پر اس کا دل پتا نہیں کیوں اتنا اداس تھا، میکال اور ایشال، وہ بچے جنہیں وہ کوئی توجہ ہی نہیں دیتی تھی، سارا دن گورنس کے رحم و کرم پر رہنے والے اس کو اتنی بری طرح یاد آ رہے تھے کہ وہ خود حیران تھی، میکال کے سر کی چوٹ اس کے دل میں ٹیسیں اٹھا رہی تھی اور وہ دانیال جس کے ساتھ ساڑھے تین سال اس نے کبھی سیدھے منہ بات نہیں کی تھی، ساری رات اس کے حواسوں پر سوار رہا تھا، جس کی محبت کو اس نے بظاہر قبول ہی نہیں کیا تھا وہ اندر یوں اپنے پنجے گاڑ چکی تھی کہ اس کے حواسوں کو جکڑ لیا تھا۔

''میں اس سے اتنی محبت کرتا ہوں کہ وہ نہ بھی کرے تو میری محبت ساری خالی جگہوں کو بھر دے گی۔'' اور اس نے یہ ثابت بھی کیا تھا، ہر طرح سے اپنی محبت کا ثبوت دیا تھا، وہ گھر کا، بچوں کا، یا دانیال کا کوئی کام نہیں کرتی تھی، وہ بیمار ہوں یا تندرست اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی مگر وہ اس کا بے تحاشا خیال رکھتا تھا، اپنی بے پناہ مصروفیات میں سے ٹائم نکال کر اسے اور بچوں کو وقت دیتا تھا، ان کی شاپنگ خود کر کے لاتا تھا کیونکہ وہ ان چیزوں میں کوئی دلچسپی ہی ظاہر نہیں کرتی تھی نہ ہی ساتھ جاتی تھی، اب کہاں کہاں وہ اسے ڈرا ڈرا کر کام نکلواتا، سو کچھ معاملوں میں اسے اس کے حال پر چھوڑ رکھا تھا، بس ایک رات ہوئی تھی جس میں وہ اپنے جذبات کے اظہار کے لئے بالکل آزاد ہوتا تھا، وہ اس سے محبت کرتا تھا اور دل و جان سے کرتا تھا اور اس محبت کو اس بے طرح نچھاور بھی کرتا تھا، ہر رات وہ اسے اپنے بازوؤں میں لے کر اپنے ساتھ لپٹا کر رکھتا تھا، جیسے اس کے ہونے کا یقین کرنا چاہتا ہو، پہل پہل اسے ناگواری کے ساتھ الجھن بھی ہوتی، پھر وہ عادی ہوتی چلی گئی، آج گزری رات اس سے پہلے شہریار کی شادی میں جب وہ ممی کے ہاں رہ رہی تھی۔

خالی پن کا احساس اس کے سکون کی راہ میں حائل ہوتا اسے ڈسٹرب کرتا رہا، وہ یہ سوچ تک نہیں چاہتی تھی کہ وہ اس کی عادت بن گیا ہے، دھیرے دھیرے اسے اپنے سحر میں گرفتار کر چکا ہے، ابھی تین دن پہلے ہاسپٹل میں ایمرجنسی کیسز لائے گئے، وہ سرجریز کر کر کے رات جب گھر آیا تو تھکاوٹ سے برا حال تھا، ایک کپ کافی کی شدید طلب تھی مگر اماں شریفاں کب کی اپنے کوارٹر جا چکی تھیں، خود بنانے کی تو ہمت نہیں تھی، سو وہ اپنی طلب دباتا واش روم میں گیا، ایک لمبا شاور لے کر نائٹ سوٹ پہن کر باہر آیا تو تھکاوٹ سے جسم ٹوٹ رہا تھا، زینیا شاید دیر سے سب نوٹ کر رہی تھی، اسے لیٹتے دیکھ سوتی بن گئی، دانیال نے زوردار انگڑائی لے کر اس کی طرف کروٹ لی اور اسے اپنی بانہوں میں لیتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

''میرے بغیر نیند نہیں آ رہی تھی نا۔'' یعنی وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ سونے کی ایکٹنگ کر رہی تھی، نرمی سے اس کے بال سہلاتا رہا اور وہ سچ مچ سو گئی تھی، اس نے سر کو جھٹکا وہ ساری سوچوں سے نجات پا رہی تھی، سامنے نگاہ اٹھی تو وہ چونک گئی، پاپا اس کے سامنے بیٹھے بغور اس کا جائزہ لے رہے تھے، وہ کب آئے، اسے علم ہی نہیں ہوا، اس نے انہیں دیکھ کر مسکرانے کی کوشش کی، وہ ہلکا سا مسکرائے اور اس کا سر تھپک کر وہاں سے چلے گئے۔

☆☆☆

وہ پہلی بار اس کے گھر آئے تھے، سر گھما کر ادھر ادھر کا جائزہ لیتے ہوئے وہ اندر داخل ہوئے، رابعہ گڑبڑا گئی۔

''کون؟''

''میں زینیا کا والد ہوں، دانیال سے ملنا ہے۔'' وہ پھرتی سے انہیں لاؤنج میں لائی تھی، سامنے صوفے پر دانیال ٹانگیں لمبی کیے، سینے پر بازو لپیٹے، ٹی وی پر نظریں جمائے ہوئے تھا مگر ایک نظر دیکھتے ہی پتا چل جاتا تھا کہ وہ ٹی وی دیکھنے کے بجائے گہری سوچ میں گم تھا، جس کا ثبوت یہ تھا کہ وہ دروازے پر کھڑے تھے اور اسے ان کی آمد کا کوئی علم نہیں تھا، انہوں نے انگلی سے کھلے ہوئے دروازے پر دستک دی، اس نے پلٹ کر دیکھا اور انہیں دیکھ کر مارے حیرت کے کتنی ہی دیر اسی پوزیشن میں بیٹھا رہ گیا۔

''السلام علیکم!'' وہ اندر آ گئے، وہ جلدی سے کھڑا ہو گیا، وہ اس کے کہے بغیر خود ہی سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئے، وہ بھی بیٹھ گیا۔

''بچے کہاں ہیں؟''

''سو گئے ہیں۔'' وہ بہت دھیمی آواز میں بولا تھا۔

''زینیا کو تم نے بھیجا ہے یا وہ خود گئی ہے؟'' وہ ڈائریکٹ موضوع کی طرف آئے۔

شگفتہ شگفتہ رواں دواں

ابن انشا کے شعری مجموعے

آج ہی اپنے قریبی بک اسٹال یا براہ راست ہم سے طلب فرمائیں

لاہور اکیڈمی

پہلی منزل محمد علی امین میڈیسن مارکیٹ 207 سرکلر روڈ اردو بازار لاہور
فون: 042-37310797, 042-37321690

www.Freelibrary4u.com

''اس نے آپ کو کیا بتایا ہے؟''

''میری ابھی اس سے کوئی بات نہیں ہوئی، ثانیہ کا البتہ یہ خیال ہے کہ وہ ناراض ہو کر آئی ہے، ایسی کیا ناراضگی ہوئی کہ وہ بچوں تک کو نہیں لے کر گئی؟''

''آپ میری بات کا یقین کریں گے؟''

''میرا خیال ہے میں اسی لئے اس سے کچھ پوچھنے کے بجائے تمہارے پاس آیا ہوں۔'' وہ جتانے والے انداز میں بولے تھے، وہ کچھ دیر چپ رہا۔

''کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہوئی تھی، بس بچوں کو لے کر ذرا سی بحث ہوئی اور وہ گھر چھوڑ کر چلی گئی، وہ اصل میں یہاں خوش ہی نہیں تھی بلکہ میرے ساتھ وہ قطعاً خوش نہیں تھی، میں نے اس کے ساتھ بہت زیادتی کی، بہت غلط کیا، مجھے واپس پاکستان آنا ہی نہیں چاہیے تھا یا کم از کم زینیا کا خیال چھوڑ دینا چاہیے تھا، میرے ذہن میں ممی نے یہ خیال بچپن سے ڈال دیا تھا، وہ ہمیشہ مجھے کہتی تھیں میں تمہاری شادی زینیا سے کرونگی، میں شروع سے اس کی محبت میں مبتلا تھا، آپ کے کسی انداز سے مجھے کبھی نہیں لگا کہ آپ کے ذہن میں ایسا کوئی خیال ہے یا ممی نے آپ سے اس سلسلے میں کوئی بات ہی کی ہے، جب آپ نے مجھے اس کے رشتے کا بتایا تو مجھے ایسا لگا، میری سانس رکنے لگی ہو، میں اس کے کسی اور کے ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا، مجبوراً میں اسے بہانے سے یہاں لے کر آیا اور اسے خوفزدہ کر کے خود سے شادی پر زبردستی مجبور کیا، زینیا نے مجھے اس کے لئے کبھی معاف نہیں کیا، اسے مجھ سے یا بچوں سے کوئی لگاؤ نہیں، اس کی بے اعتنائی کا یہ عالم رہتا ہے کہ وہ یہ تک نہیں دیکھتی کہ وہ سو رہے ہیں یا جاگ رہے ہیں، بیمار ہیں یا تندرست، بھوکے ہیں یا کھا پی چکے ہیں، اسے کوئی دلچسپی نہیں، وہ خود بھی بالکل خاموش رہتی ہے، یوں لاتعلق جیسے کوئی مہمان، مہمان بھی کچھ دلچسپی تو گھر میں یا گھر کے افراد میں لیتے ہیں، وہ اتنا بھی نہیں کرتی، اپنے یکطرفہ فیصلے کی بہت سخت سزا پائی ہے، جس سے محبت کرتا ہوں، دن رات اسی کی نفرت سہتا ہوں، کل میکال یونہی ضد کر رہا تھا، زینیا نے دھکا دیا تو وہ سائیڈ ٹیبل سے جا ٹکرایا، اس کے ماتھے سے بہتا خون دیکھ کر مجھے پہلی بار غصہ آیا اور وہ لمحوں میں گھر چھوڑ کر چلی گئی، اسے نہ تو معصوم بچوں کی محبت روک پائی نہ......'' اس نے بات ادھوری چھوڑ کر ہونٹ بھینچ لئے تھے، اذیت اس کے چہرے سے ظاہر تھی، عمر نے گہری سانس لی۔

''بچے جب بڑوں کے ہوتے ہوئے فیصلے اپنے ہاتھ میں لے لیں تو یہی نتائج سامنے آتے ہیں، چاچی نے زینیا کے پیدا ہوتے ہی تمہارے لئے مانگ لیا تھا، اگر وہ زندہ ہوتیں تو سب کچھ قرینے اور قاعدے سے ہوتا، پھر تم پڑھنے باہر چلے گئے، واپس آتے تو مجھے کیسے تمہاری پسند ناپسند کا علم ہوتا، خود زینیا کا باپ ہو کر اس کے متعلق تمہاری رائے کیسے لیتا، صرف تمہارا ارادہ معلوم کرنے کے لئے ہی میں نے تمہارے سامنے زینیا کے رشتے کا ذکر کیا تھا، جس کا جواب تم نے اس فضول حرکت سے دیا۔'' وہ خاموش ہو کر خود پر قابو پانے لگے، یہ ذکر ان کے خون میں کھولاؤ پیدا کر دیتا تھا، دانیال نے نگاہیں جھکائیں۔

''ثانیہ نے بارہا مجھ سے کہا کہ وہ زینیا کو تم سے متعلق رشتے سے آگاہ کر دے کیونکہ وہ تو شہریار ہی کی طرح دانی کا کا، دانی کا کا کرتی پھرتی ہے لیکن میں نے ہمیشہ اسے منع کر دیا، میں تمہارے خیالات جانے بغیر اپنی بچی کے دل میں

ایسے جذبات پیدا نہیں ہونے دے سکتا تھا جو کل اس کی آئندہ زندگی کو جہنم بنا دیتے، اگر تم مجھ سے بات کرتے تو زینیا کا ذہن بنانا کیا مشکل تھا، وہ تو کورے کاغذ کی طرح تھی، جس پر جو تحریر کر دیا جاتا وہی انمٹ ہوتا، ابھی بھی تم نے کہا اسے تم سے یا بچوں سے کوئی دلچسپی نہیں تو اب سے تھوڑی دیر پہلے وہ بالکل اسی طرح خیالات میں گم بیٹھی تھی جیسے تم، نہ اسے میرے آنے کا پتا چلا نہ تمہیں، جذبات الگ ہیں تو کیفیات ایک جیسی کیوں؟ میں نے کسی کو نہیں بتایا اور یہاں آ گیا ہوں تاکہ تم سے تمہارا فیصلہ پوچھ سکوں۔'' وہ تو ان کی یہی بات سن کر کہ وہ خیالات میں گم تھی، ساکت ہو گیا تھا۔

''ہاں تو کیا فیصلہ ہے تمہارا؟''

''پلیز لالہ آپ مائنڈ نہ کیجئے گا لیکن یہ آپ زینیا سے پوچھئے۔'' وہ کچھ دیر اسے دیکھتے رہے پھر جیسے ایک فیصلے پر پہنچ گئے۔

''ایسا کرو تم بھی میرے ساتھ چلو تاکہ میں آمنے سامنے بٹھا کر دونوں کا فیصلہ معلوم کر لوں۔'' وہ فوراً کھڑا ہو گیا۔

''چلیں۔''

''بچے؟'' ان کے سوال پر وہ چپ ہو گیا۔

''وہ بہت مشکل سے سوئے ہیں، وہ اسے بہت مس کر رہے ہیں۔'' انہوں نے گہری نگاہوں سے اس کے بے خواب آنکھوں والے ستے ہوئے چہرے کو دیکھا۔

''صرف بچے؟''

''انہیں ساتھ لے لو۔'' وہ اثبات میں سر ہلا کر اندر گیا اور جب آیا تو دونوں کندھوں پر بچے اٹھائے ہوئے تھا، انہوں نے ہاتھ بڑھا کر میکال کو لے لیا جس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور باہر کی طرف قدم بڑھا دیئے تھے۔

☆☆☆

زینیا کو لگا بچوں کی آواز آئی ہو، مجھے وہم ہو رہا ہے، اس نے سر جھٹکا، آواز پھر آئی۔

''مما...... مما۔'' وہ ٹھٹک گئی، اب واضح طور پر آوازیں آ رہی تھیں، وہ تیزی سے لاؤنج سے نکل کر باہر آئی، وہ دونوں اسے پکارتے ہوئے خوشی سے چہکتے ہوئے دوڑے چلے آ رہے تھے۔

''مما...... مما۔'' زینیا نے نیچے بیٹھ کر بانہیں وا کی تھیں، دونوں ایک ساتھ اس سے لپٹ گئے تھے، اس نے دونوں کو باری باری چوم لیا۔

''چلو اندر لے چلو انہیں، سو کر اٹھے ہیں تو بھوک لگی ہوگی، انہیں کچھ کھلا بھی دو۔'' پاپا نے اس کا سر تھپکا، سامنے دانیال گم صم کھڑا اسے بچوں سے پیار کرتے دیکھ رہا تھا، عمر اس کی پشت پر ہاتھ رکھ کر اسے اندر لے آئے۔

''ثانیہ اچھی سی چائے تیار کرو۔'' حیران کھڑی ثانیہ تیزی سے کچن کی طرف بڑھی۔

''زینیا!'' عمر نے اسے پکارا، وہ میکال کو اٹھائے ان کے پاس آ گئی۔

''جی پاپا!'' ایشال ثانیہ کے پاس تھا۔

''یہاں بیٹھو، مجھے تم دونوں کی رائے لینی ہے۔'' اس نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔

''دانیال کا کہنا ہے کہ تم اس کے ساتھ خوش نہیں ہو، اس کے مطابق تم دونوں کا مزید ساتھ رہنا بھی مشکل ہے، تم کیا کہتی ہو؟''

''ان کا تو یہ بھی کہنا ہے کہ میں بچوں سے بالکل پیار نہیں کرتی، صرف انہیں ان سے محبت ہے یا اس نگہت کو۔'' اس نے دانت پیسے۔

''پاپا کیا ماں اپنے بچوں کو ڈانٹ نہیں سکتی، جھڑک کر پیچھے نہیں ہٹا سکتی، کل انہوں نے مجھے اتنی باتیں سنائیں کہ میکال کو چوٹ لگ گئی تو، انہوں نے کہا کہ آئندہ اگر بچوں کو میری وجہ سے

www.Freelibrary4u.com

کوئی تکلیف پہنچی تو میرے ساتھ بھی بہت برا ہوگا اور یہ بھی کہ میں جیسے پہلے رہتی رہی ہوں اسی طرح رہوں ورنہ ہمارے راستے الگ بھی ہو سکتے ہیں، اصل میں یہ اب مجھ سے جان چھڑانا چاہتے ہیں، اس لئے یہ نہیں چاہتے کہ میں بچوں کے قریب ہوں، ویسے بھی بچوں کو تو انہوں نے اپنے کنٹرول میں کیا ہوا ہے تو مجھ سے الگ ہونا کیا مشکل ہے۔'' وہ بالکل ساڑھے تین سال پہلے والی زینیا لگ رہی تھی، تیز تیز بولتی ہوئی، دانیال کو تو آنکھوں کے ساتھ منہ بھی کھلا رہ گیا تھا، عمر بھی پہلے تو حیرت سے اسے دیکھتے رہ گئے تھے، پھر دانیال سے مخاطب ہوئے۔

''یہ تو ساری فردِ جرم تم پر عائد ہو رہی ہے، پھر کیا فیصلہ کیا جائے۔'' وہ مسکراہٹ چھپانے کی بہت کوشش کر رہے تھے مگر آنکھیں ان کی کوشش کا ساتھ نہیں دے پا رہی تھیں۔

''آپ جو فیصلہ کریں، مجھے منظور ہوگا۔'' اس نے بڑی سعادت مندی سے جواب دیا۔

''ہوں۔'' انہوں نے تفہیمی انداز میں سر ہلایا۔

''دیکھو زینیا، تم اگر دانیال کے ساتھ نہیں رہنا چاہتیں یا تمہیں یہ لگتا ہے کہ دانیال تمہارے ساتھ زیادتی کر رہا ہے تو تمہیں اختیار ہے کہ تم علیحدگی اختیار کر سکتی ہو، یہ بچے بھی تمہیں دینے کو راضی ہے، تم بس فیصلہ سنا دو۔''

''مگر بچے......'' وہ گھبرا گئی۔

''بچے تو ان سے بہت اٹیچ ہیں، وہ تو ان کے بغیر نہیں رہیں گے۔''

''رہتے تو وہ تمہارے بغیر بھی نہیں ہیں۔''

''مگر ان کے ساتھ تو بہت......'' وہ چپ کر گئی، اسے اپنا مدعا بیان کرنے کو الفاظ نہیں سوجھ رہے تھے۔

''بچے تو بچے ہیں، کچھ عرصہ تنگ کریں گے، پھر بہل جائیں گے، تم اپنی بات کرو۔'' زینیا نے پریشانی سے دانیال کو دیکھا، وہ یوں سر جھکائے بیٹھا تھا جیسے اپنی زبان بھی عمر کے پاس گروی رکھ دی ہو۔

''بولو بیٹا، کھل کر بات کرو، کوئی پریشر نہیں ہے تم پر۔''

''بچے بہت ڈسٹرب ہو جائیں گے۔'' اس نے جیسے خود کلامی کی تھی۔

''میں تم سے تمہاری مرضی پوچھ رہا ہوں، تم بار بار بچوں کا ذکر لے آتی ہو۔'' وہ غصے سے بولے، وہ چند لمحے مخمصے میں گھری رہی پھر ڈائریکٹ دانیال سے مخاطب ہوئی۔

''آپ واقعی بچوں کو چھوڑ دیں گے؟'' عمر نے بے ساختہ مسکراہٹ کو چھپانے کے لئے رخ موڑ لیا تھا، دانیال نے کنکھیوں سے انہیں دیکھ پھر زینیا کی طرف دیکھتے ہوئے نفی کا اشارہ کر کے دوبارہ سر جھکا لیا۔

''ایکٹر نہ ہو تو۔'' وہ سکون کا سانس لیتی سیدھی ہو بیٹھی۔

''پاپا میں بچوں کی خاطر دانیال کے ساتھ ہی رہوں گی۔''

''تم نے اچھی طرح سوچ لیا ہے؟''

''جی پاپا۔'' اس نے سر جھکا لیا۔

''یہاں آؤ میرے پاس۔''

وہ ان کے پاس آ کر بیٹھی، انہوں نے اس کے کندھوں کے گرد اپنا بازو پھیلایا۔

''چھوٹے موٹے جھگڑے تو ہر جگہ ہو جاتے ہیں لیکن انہیں گھر سے باہر نہیں آنا چاہیے، گھر میں ہی نمٹانے کی کوشش کرتے ہیں، میاں بیوی کے جھگڑوں میں بچے بہت اپ سیٹ ہو جاتے ہیں، ان کی خاطر بھی خود پر قابو رکھنا

www.Freelibrary4u.com

چاہیے، ہم نے تمہیں یہ ماحول تو نہیں دیا تھا نا۔“ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

”اوکے پھر جاؤ دانیال کے ساتھ یہ سوچ کر کہ غلطیاں انسانوں سے ہی ہوا کرتی ہیں اور جو اپنی غلطی تسلیم کر کے شرمندہ ہو وہ زیادہ بڑا انسان ہے۔“ اچھی سی چائے کے بعد وہ انہیں رخصت کرنے پورچ تک آئے تھے، انہوں نے اپنی چابیاں دانیال کی طرف بڑھائیں۔

”ابھی تو میری گاڑی لے جاؤ۔“ وہ ان کے گلے لگا پھر ثانیہ کی طرف بڑھا، انہوں نے اس کا ماتھا چوم لیا، وہ پہلے اس سے یونہی ملا کرتی تھیں۔

کیا کیا گنوا کر پایا تھا، جس کا شکرانہ واجب تھا، گھر جا کر بھی بچے بڑی مشکل سے سوئے تھے، نگہت انہیں لے گئی تو زینیا بھی اٹھی۔

”میں ذرا تیاری کر لوں، آج ہاسپٹل نہیں گئی تھی اور کل کی چھٹی افورڈ نہیں کر سکتی۔“

”میں کب گیا ہوں، توبہ بچوں نے تو مجھے پاگل کر کے رکھ دیا تھا۔“

”بچوں نے صرف۔“ اس نے ناراضگی سے اسے دیکھا۔

”نہیں میرے دل نے بھی۔“ اس نے منہ لٹکایا، وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی، وہ اسے دیکھتا رہا۔

”آج تو بالکل پہلے والی زینیا لگ رہی ہو، ہنستی مسکراتی۔“

”تو یہ ہنسی چھینی کس نے تھی؟“

”تب واقعی میری عقل کام چھوڑ گئی تھی یہ تو آج لالہ سے پتا چلا کہ تم تو ہمیشہ سے میرے لئے منتخب کر لی گئیں تھیں۔“

”کیا مطلب؟“ زینیا نے ناسمجھی سے اسے دیکھا، دانیال نے اسے تفصیل بتائی۔

”اوہ کاش ممی ہی مجھے کچھ بتا دیتیں، تو میری وہ حالت تو نہ ہوتی، مجھ سے یہ رشتہ قبول ہی نہیں کیا جا رہا تھا یا آپ ہی اپنا لی ہیور ایسا رکھتے کہ۔“ وہ جھجک گئی، وہ شرارت سے مسکرایا۔

”میرا بی ہیو تو تھا ہی ایک محبت بھرا مگر آپ کی کھوپڑی میں پکھ ۔ ما تا ہی نہیں تھا۔“ وہ مسکراتی ہوئی ڈریسنگ روم کی طرف مڑی تھی، کہ دانیال نے بازو سے پکڑ کر قریب کیا۔

”وہ ایک ریکوئسٹ کرنی تھی تم سے، وہ میرے بچوں کی ایک معصوم سی خواہش کے متعلق، وہ وہی، بہن والی۔“

”آپ کیوں ریکوئسٹ کرنے لگے، آپ کو تو عمل درآمد کروانا آتا ہے نا۔“ اس کے طنز پر وہ کھلکھلایا۔

”ہاں یار، میں ویسے ہی تمہارے گریڈ بڑھا رہا ہوں، بس نگہت سے اجازت لینی پڑے گی۔“ وہ تیزی سے پلٹی تھی۔

”کس بات کی اجازت؟“ تیور بھی تیکھے تھے، دانیال نے ڈرنے کی ایکٹنگ کی۔

”وہ...... یہ پوچھنا ہے کہ وہ ہمارے ایک اور بچے کو پال لے گی یا کوئی اور بندوبست کرنا پڑے گا۔“ وہ مسکراہٹ دباتی ڈریسنگ روم میں چلی گئی، واپس آئی تو وہ لیپ ٹاپ پہ لگا ہوا تھا، اسے دیکھ کر لیپ ٹاپ بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا اور اس کے قریب آ کر حسب معمول اسے بانہوں میں لے لیا۔

”یہ تم سونے کا ارادہ باندھ رہی ہو؟“ آواز میں صدمہ تھا۔

”کیا مطلب، ٹائم بھی تو دیکھیں بارہ بج رہے ہیں۔“

”میں تو کچھ اور سوچ رہا تھا۔“ زینیا نے ایک مکا اس کے سینے پر دے مارا۔

”ہائے ظالم۔“ وہ مصنوعی کراہا تھا۔

”سو جائیں، آپ کو نیند کی بہت ضرورت ہے۔“ وہ اوپر سے جتنی بے نیاز بنتی تھی، اتنی تھی نہیں، اس کی آنکھوں سے اس کی کل کی بے خوابی بھانپ لی تھی۔

”یہ نگہت بے چاری کے ذکر پر ایسا ری ایکٹ کیوں۔“ اس کی حسیات بہت تیز تھیں، وہ اس کا تیکھا لہجہ بھانپ گیا تھا۔

”کیونکہ ممی کو لگتا ہے آپ اس کے ساتھ انوالو ہیں؟“ اس نے بھی سچ بتانے کی ٹھانی۔

”لاحول ولاقوۃ۔“ وہ یہی کہہ سکا تھا۔

”تو کیوں اس کے ساتھ اتنے فری ہوتے ہیں؟“

”یار میں تو اپنے بچوں کے لئے...... ویسے کیا مطلب ہے بھابھی کا کہ میں تم سے محبت نہیں کرتا، شک ہے انہیں مجھ پر۔“

”ظاہر ہے، شک ہے تبھی تو کہا ہے؟“ وہ اطمینان سے آنکھیں بند کئے بولی تھی مگر اگلے جملے نے اس کی آنکھیں پٹ سے کھول دی تھیں۔

”میں ایسا کرتا ہوں انہیں اپنی محبت کا ثبوت پیش کر دیتا ہوں، ان محبت بھرے لمحات کی ویڈیو بنا کر انہیں بھیج دیتا ہوں۔“ اس بار زینیا کا مکا سچ مچ بہت زوردار تھا، اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ بھی حقیقی تھی۔

”اوئے ہٹلر کی نانی۔“

”چلو بیٹی آئی نہیں، اس کا بیٹا ہٹلر بھی بن گیا۔“

وہ کتنی ہی دیر ہنستا رہا تھا، وہ بھی مسکراتی ہوئی پھر سے سونے کی کوشش کرنے لگی تھی اور کچھ ہی دیر میں سو بھی گئی تھی، دانیال محبت سے اسے دیکھتا رہا، اس نے وہ جو کچھ بھی کیا تھا، اس کو پانے کے لئے کیا تھا، اس کا مقصد صرف زینیا کو خوفزدہ کرنا تھا اور وہ اس میں کامیاب بھی رہا تھا اس دن ورنہ وہ جس طرح رو رہی تھی اس سے خود برداشت نہیں ہو رہا تھا، ایک لمحے کے لئے تو اس کا دل چاہا کہ وہ سارے ڈرامے کو گولی مار دے اور اسے چپ کروا لے مگر پھر اس نے خود پر قابو پائے رکھا، وہ اسے پانے کے لئے ہر حد سے گزر گیا تھا، عمر لالہ، ثانیہ بھابھی اور شہریار سب کو اس نے دلی رنج پہنچایا تھا، مگر صرف زینیا کو پانے کے لئے، اس نے اتنا بڑا قدم اٹھایا تھا اور اسی کی وجہ سے اسے کھوتے کھوتے بھی بچا لیا تھا، کل اور آج اس کے بغیر جیسے وقت اس کے لئے سزا بن گیا تھا، صد شکر کہ وہ آئی تو پہلے والی زینیا بن کر جو اس کی روح کو بھی سرشار کر دیتی تھی، اس نے خود بھی آنکھیں بند کر لیں۔

ان بند آنکھوں سے اب وہ اپنے سہانے مستقبل کے سارے خواب دیکھ سکتا تھا، اس یقین کے ساتھ وہ نیند کی وادیوں میں اترتا چلا گیا۔

☆☆☆

ہماری مطبوعات

ماں جی — قدرت اللہ شہاب
یا خدا — ”
طیفِ نثر — ڈاکٹر سید عبداللہ
طیفِ غزل — ”
طیفِ اقبال — ”
انتخاب کلامِ میر — مولوی عبدالحق
قواعدِ اردو — ”

لاہور اکیڈمی — لاہور

www.Freelibrary4u.com